492
649

حالات،

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: مولانا نظام الدین توکلی،

ذخیرہ

مکتبہ خاور ۰ مسلم مسجد۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

ت ص ۶۹۲

تاریخ وفات حضرات نقشبندیہؒ

مقام مزار شریف	تاریخ وفات	نام بزرگان
مدینہ شریف	۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	رت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
〃 〃	۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ	〃 〃 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
مدائن	۱۰ رجب ۳۳ھ	〃 〃 سلمان فارسی 〃 〃
مدینہ شریف	۲۴ جمادی الاول ۱۰۷ھ	〃 امام قاسم بن محمد بن ابوبکر 〃 〃
بغداد شریف	۱۵ رجب ۱۴۸ھ	〃 امام جعفر صادق 〃 〃
بسطام شریف	۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	〃 بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
خرقان شریف	۱۰ محرم ۴۳۵ھ	〃 خواجہ ابوالحسن خرقانی 〃
گورگان شریف	۲۳ صفر ۴۵۰ھ	〃 ابوالقاسم گورگانی 〃
طوس	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ	〃 خواجہ ابو علی فارمدی 〃
مرو	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	〃 خواجہ یوسف ہمدانی 〃
غجدوان	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	〃 خواجہ عبدالخالق غجدوانی 〃
ریوگر	یکم شوال ۶۱۶ھ	〃 خواجہ عارف ریوگری 〃
انجیر	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	〃 خواجہ محمود انجیر فغنوی 〃
خوارزم	۲۷ ذیقعدہ ۷۲۱ھ	〃 خواجہ عزیزان علی رامیتنی 〃
سماس	۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ	〃 خواجہ محمد بابا سماسی 〃

Marfat.com

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ	۸؍ جمادی الاول ۷۷۲ھ	کوخار
〃 خواجہ بہاؤالدین نقشبند 〃	۳؍ ربیع الاول ۷۹۱ھ	بخارا
〃 خواجہ علاؤالدین 〃	۲۰؍ رجب ۸۰۲ھ	نوہیز غانیاں
〃 خواجہ یعقوب چرخی 〃	۵؍ صفر ۸۵۱ھ	چرخ (افغ
〃 خواجہ عبید اللہ احرار 〃	۲۹؍ ربیع الاول ۸۶۵ھ	تاشقند
〃 خواجہ محمد زاہد 〃	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	درخش
〃 خواجہ درویش محمد 〃	۱۹؍ محرم الحرام ۹۷۰ھ	استراد
〃 خواجہ امکنگی 〃	۲۲؍ شعبان ۱۰۰۸ھ	امکنگ
〃 خواجہ محمد باقی عرف باقی باللہ 〃	۲۵؍ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ	دہلی
〃 امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی 〃	۲۸؍ صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند شریف
〃 خواجہ محمد معصوم 〃	۹؍ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	〃

Marfat.com

حالات

حضرت مُجدّد الفِ ثانیؒ رحمۃ اللہ علیہ

نظام الدّین مجدّدی توکّلی

مکتبہ خاور ۔ مسلم مسجد ۔ لاہور

Marfat.com

53352

سن اشاعت ـــــ ۱۹۷۷ء

تعداد ـــــ ایک ہزار

ناشر ـــــ مکتبہ خاور۔ لاہور

باہتمام ـــــ محمد حلیم

مطبع ـــــ جیون پرنٹنگ پریس لاہور

قیمت [illegible]

Marfat.com

بسم اللہ مجریہا و مرسہا

آج برصغیر پاک و ہند میں جس طرف نظر دوڑائیے کفر و اسلام کو متحد کرنے کی سر توڑ کوششیں ہو رہی
طرح طرح کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کا ایمان بالتوحید شرک و کفر کی دھندلی فضاؤں سے
یا جا رہا ہے۔ خدائے واحد کے پوجنے والوں کو ایسے ایسے خوش نما بت جن پر اخلاص محبت اور
کا کمال کاریگری سے ملمع چڑھایا گیا ہے بمفت عطا کئے جا رہے ہیں۔ بڑے بڑے صاحبِ علم و دانش
ی للچائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ مسلمان جن کی گردنیں خدائے قدوس کے سوا کسی کے آگے نہ
سکیں۔ آج ان ہی کی نسلیں خدا کے دشمنوں کے آگے دل و دماغ فرشِ راہ کئے ہیں۔ محبوبِ
ر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت کا دم بھرنے والے آج مکار، شعبدہ باز مشرکوں
ر دار کو سنتِ نبویہ میں شمار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں مسلمان کا ایمان ضائع
کے لئے شیطانی دجل ہر روز نئی ایجادات اپنے کام میں لا رہا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان
بند کئے اس کی تقلید کر رہے ہیں۔

دسویں صدی ہجری کی غربتِ اسلام پر نظر دوڑائیے۔ آج کے حالات کا جائزہ لیجئے۔ آپ
ت تھوڑا فرق نظر آئے گا۔ اس وقت مسلمانوں کی بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی حضرت امام ربانی
د الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے مصیبتیں اور تکلیفیں جھیل کر کنارے لگائی۔ آج بھی انہی کا مسلک
ں قعرِ مذلت سے نکال کر اوجِ ثریا پر پہنچا سکتا ہے۔

بزرگوں نے حضرت امام ربانی کی سوانح حیات بہت لکھی ہیں اور ملتِ اسلامیہ کے اس
ن اعظم کے آستانۂ عالیہ پر عقیدت کے پھول ہدیہ گذارے ہیں۔ مگر ان میں زیادہ تر اسرار و معارف کا ذکر

Marfat.com

ہے جن کی بلندیوں تک ہمارے دستِ ہمت پہنچنے سے قاصر ہیں۔ راقم الحروف نے نہایت سلیس ا
سادہ طور پر حضرت امام ربانی کے حالات اور آپ کے وہ ارشادات جن کا جاننا ہر شخص کے لئے ضرو
سے ہے جمع کئے تاکہ مسلمان بیدار ہو اور احساس کرے کہ دنیا میں میرا مقصدِ حیات کیا ہے۔

حضرت امام ربانیؒ کے مقامات کی سیر تو ان لوگوں کا حصہ ہے جن کو ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ کا مصداق گنا جاتا ہے۔ مجھ ایسا بے بصیرت روحانیت سے خالی شخص ان اسرار
معارف میں دم زدنی کی کیا شوخی کر سکتا ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں جن کو حضرت امام ربانیؒ ہی جان
ہیں اور یہ آپ ہی کا حصہ ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جہاں تک مجھ ایسے بے بضاعت لوگوں کا تعلق ہے صرف ایمان بالتوحید اور اتباعِ سنت
ابتدائی مدارج ہی سمجھ لیں تو ان کے لئے قابلِ صد فخر ہے۔ کیونکہ یہی وہ بنیاد و اساس ہے جس پر تفضل و تک
کی دیواریں کھڑی کر کے روحانیت کی عمارت بنتی ہے، اور جس روحانیت کی بنیاد یہ نہیں وہ عمارت خو
کتنی ہی خوش منظر اور جاذبِ نظر ہو، مسلمان کی نظروں میں مردود ہے۔ صرف یہی ایک مقصد تھا جس کے پیش
راقم الحروف نے حضرت امام ربانیؒ کی سوانح تحریر کرنے کے لئے کمرِ ہمت باندھی تاکہ ہر مسلمان اسی اساس و بنیا
اپنے اعتقاد و عمل کا انحصار سمجھے۔ امید کرتا ہوں کہ اہلِ علم حضرات اور بزرگانِ طریقت میری اس محنت کا اح
خیال میں لاتے ہوئے میری لغزشوں سے درگزر کر کے دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

نظام الدین توکلی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

دسویں صدی کا ہندوستان

دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کی حالت مذہبی حیثیت سے انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ یوں تو اس وقت کی حکومت کو اسلامی حکومت کہا جاتا تھا لیکن اسی حکومت کے ہاتھوں اسلام کی گت بنی ہوئی تھی۔ اسلام کی ایک ایک چیز کی بے حرمتی کی جا رہی تھی۔ اسلام سے تمسخر کیا جاتا تھا۔ مساجد کی بے حرمتی معمولی بات تھی۔ شرک و بدعت کا دور دورہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب شہنشاہِ اکبر تخت پر تھا۔

شہنشاہِ اکبر

شہنشاہِ اکبر پہلے پہل تو اسلام کی طرف مائل تھا مگر بعد میں لامذہب اور بے دین لوگوں کی صحبت نے اسے گمراہ کر دیا۔ یہاں تک کہ دین اسلام سے اسے اچھی خاصی ضد

Marfat.com

اور دشمنی پیدا ہو گئی اور اسلامی روایات اور معتقدات اسے ناقابلِ غور نظر آنے لگے۔

اکبر خود تو ان پڑھ تھا اور پھر قیامِ سلطنت کے لیے اس نے ایسا سیاسی پہلو اختیار کیا جس سے کہ وہ بزعمِ خویش رعایا کے دل میں گھر کر سکے۔ اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ مسلمان اس وقت ۵۔۶ فیصد تھے اس لئے اکبر نے مذہب پر سیاست کو ترجیح دی اور مسلمانوں کے سوا ہر ایک مذاہب کی دلداری شروع کر دی۔ ہر مذہب کے علماء کا اجتماع کرانا، ان کے مباحثے سننا شروع کر دیا۔ اگر اپنے مذہب سے واقف ہوتا تو شاید اس کی یہ حالت نہ ہوتی مگر بے علمی کی وجہ سے خیالات میں اُلجھن پیدا ہو گئی اور مذاہب کی اصلاح کے لئے ایک نیا دین "دینِ الٰہی" کے نام سے رائج کر دیا۔

دینِ الٰہی

اکبر کے جاری کردہ دینِ الٰہی میں سورج کی پرستش چار وقت لازمی قرار دی گئی۔ اسی طرح آگ، پانی، درخت، گائے کا پوجنا، قشقہ لگانا، جنیو پہننا بھی شامل کیا گیا۔ سؤر کو پاک قرار دیا گیا۔ منکر و نکیر، حشر و نشر، حساب و میزان وغیرہ اسلامی معتقدات کا انکار کر کے مسئلہ تناسخ کو مانا گیا۔ دینِ الٰہی قبول کرنے کے لئے اس عہد نامہ کا اقرار کرنا پڑتا تھا:۔

"میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اپنی خواہش و رغبت اور دلی شوق سے دینِ اسلام مجازی اور تقلیدی کو ترک کر کے اکبر شاہی دینِ الٰہی میں داخل ہوتا ہوں اور اس دین کے اخلاص کے چاروں مرتبے یعنی ترکِ مال، ترکِ جان، ترکِ ناموس و عزت، ترکِ دین قبول کرتا ہوں۔"

"دینِ الٰہی" میں بادشاہ کو سجدہ واجب قرار دیا گیا۔ سود، جوا اور شراب کو حلال قرار دیا گیا۔ ڈاڑھی منڈانا بھی اکبری دین کا ایک شعار تھا۔ غسلِ جنابت کو منسوخ قرار دیا گیا۔ رسمِ ختنہ اڑانے

Marfat.com

کے لئے یہ قانون بنایا گیا کہ بارہ سال سے چھوٹے بچے کا ختنہ نہ کیا جائے چکلہ خانے کھولے گئے اور زنا کی کوئی ممانعت نہ تھی۔ نیز مُردہ کو شرقاً غرباً دفن کرنے کا حکم دیا گیا جس میں اس کا سر مشرق کی طرف۔ اور پاؤں مغرب کی طرف۔ کئے جائیں۔ خود اکبر مغرب کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔

اکبری عہد میں اسلامی تہذیب و تمدّن

دینِ الٰہی کی ترویج کے علاوہ کفار مساجد کو بے تحاشا منہدم کر کے اس جگہ مندر بنا لیتے اور اعلانیہ کفر کی رسوم انجام دیتے مگر مسلمان احکامِ اسلام بجا لانے سے مجبور رہو گئے۔ گائے کا ذبیحہ ممنوع قرار دیا گیا۔ اس کے علاوہ عربی پڑھنا، عربی جاننا عیب قرار دیا گیا اور فقہ، حدیث و تفسیر کے پڑھنے والے مردود و ملعون ٹھہرائے گئے اور علماء و مشائخ کے نام جو جاگیریں صدیوں سے چلی آرہی تھیں ان میں دست اندازی کی گئی۔ خطبہ میں جناب فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی لینے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی، حتیٰ کہ دربارِ اکبری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلانیہ توہین کی جانے لگی اور اپنے خاص مقربین کے نام جن میں محمد یا احمد کا لفظ آتا تھا تبدیل کر دئے۔ دیوان خانہ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ اعلانیہ نماز ادا کر سکے۔

یہ ہے عہدِ اکبری میں اسلام کی حالت کا اجمالی ذکر۔ غرض کہاں تک بیان کیا جائے اس وقت اسلام کتنا غریب تھا اور ایسے وقت میں توحید و سنت کے پیرو کیسی گزران کرتے تھے۔

اس تاریک دور میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی اصلاح کے لئے اپنے ایک مقبول بندے کا انتخاب فرمایا جو مجدد دین کر شیخ احمد فاروقی کے نامِ نامی سے دنیا کے سامنے آیا۔

Marfat.com

سرہند شریف

جہاں سرہند شہر آباد ہے قدیم زمانے میں یہاں جنگل تھا اور شیروں کا مسکن تھا جب یہاں شہر آباد ہوا تو اسی نسبت سے اس کا نام "شیرہند" رکھا گیا جو آج کل 'سرہند شریف' کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر ایک گاؤں بروس نام سے مشہور ہے جہاں کہ انبیا علیہم السلام کی قبریں ہیں۔

فیروز شاہ تغلق جب پنجاب کا خزانہ لے کر دہلی جا رہا تھا تو اس مقام پر پہنچا لشکر میں ایک ولی اللہ بھی تھے، انہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس جگہ ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار سال بعد ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو اپنے کمالات کے باعث وحید الامت ہوگا۔ چنانچہ فیروز شاہ تغلق نے اس کی بنیاد اسی وجہ سے رکھائی۔ اس کی بنیاد حضرت امام رفیع الدین جو حضرت امام ربانی کے اسلاف سے نہایت باورع اور ولی اللہ ہیں اور حضرت شاہ بوعلی قلندر کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔

سرہند شریف کی بنیاد رکھا جانا اس واقعہ کی یاد تازہ کر دیتا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے ایک ٹوٹی ہوئی یتیموں کی دیوار کو از سرِ نو تعمیر کیا تھا

Marfat.com

اور حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے تحتہٗ کنزٌ لہما ارشاد فرمایا تھا جیسے ظاہر و باطن کے جامع کمالات حضرات نے اس مبارک کام کو انجام دیا تھا اسی طرح سرہند کی بنیاد بھی حضرت امام رفیع الدین اور حضرت بو علی شاہ قلندر کے ہاتھوں رکھی گئی اور پھر حضرت امام ربّانی سے بڑھ کر کونسا خزانہ ہندوستان کو میسّر آ سکتا ہے۔

ولادت باسعادت

اسی سرہند شریف میں فاروقی مشائخ کے خاندان میں ایک بزرگ مولانا شیخ عبدالاحد جو سیدنا عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ اور سلسلۂ چشتیہ کے بہت بڑے صاحب نسبت تھے اور طریقہ قادریہ میں بھی آپ کو اجازت حاصل تھی، ایک رات خواب دیکھتے ہیں کہ تمام جہان میں تاریکی پھیلی ہوئی ہے۔ سؤر، بندر، ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ یکایک میرے سینے سے ایک نور نکلا جس میں سے ایک تخت نمودار ہوا اور اس پر ایک بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے تمام ظالم، بے دین اور ملحد ذبح کیے جا رہے ہیں اور کوئی ندا دینے والا ندا دیتا ہے جَاۤءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا"

حضرت شیخ نے بیدار ہو کر اس مسرت آمیز خواب کی تعبیر اپنے مرشدِ کامل قطب دوراں حضرت شاہ کمال کیتھلی سے دریافت کی۔ شاہ صاحب نے فرمایا "تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس سے الحاد اور بدعت دور ہوگا۔" چنانچہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ جمعہ کی شب میں اس مبارک خواب کی تعبیر صادق ہوئی اور رنجیدہ و منور کا آفتاب صبح صادق سے پیشتر اس جہاں پر طلوع ہوا۔

آپ کا نامِ نامی "احمد" تجویز ہوا۔ بچپن ہی سے وہ سعادتیں جو رب العالمین نے آپ کو عطا کی تھیں آپ سے ظہور میں آنے لگیں اور عام بچوں کی سی کوئی عادت بھی آپ میں نہ پائی گئی۔

Marfat.com

تعلیم

حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندیؒ نے اکثر کتابیں اپنے والدِ بزرگوار سے پڑھیں اور کچھ سرہند شریف کے دوسرے علماء سے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے قرآن مجید حفظ کر لیا اور سترہ برس کی عمر میں تمام علوم سے فارغ ہو گئے اور پھر تھوڑا زمانہ درس و تدریس دینے کے بعد آپ آگرہ تشریف لے گئے اور ابوالفضل اور فیضی سے ملاقات کی۔ ان دونوں نے آپ کے تبحرِ علمی اور بے پایاں قابلیت کا اعتراف کیا۔

بیعت

شروع میں آپ سلسلۂ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور ان سے تعلیم باطنی حاصل کی اور خلافت حضرت شاہ سکندر کیتھلی سے حاصل ہوئی۔ حضرت شاہ سکندر ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کے بہت بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اس کے علاوہ دیگر بزرگوں سے بھی آپ نے باطنی تعلیم حاصل کی اور ترقی فرماتے رہے۔ غرضیکہ صرف سترہ سال کی عمر میں آپ ظاہری و باطنی کمالات کے جامع اور حاوی ہو چکے تھے۔

حُلیہ شریف

قد مبارک متوسط، چہرۂ انوار باوجاہت، رنگ گندمی مائل سفید، پیشانی کشادہ، ڈاڑھی گھنی اور آنکھیں بڑی بڑی، صورتِ اقدس انوارِ ولایت سے نمایاں، خوبصورتی اور ملاحت کے ساتھ آثارِ رعب وہیبت نمایاں۔ جو کوئی آپ کی زیارت کرتا بے اختیار

Marfat.com

یوں کہتا: "فتبارک اللہ احسن الخالقین"

بشارات

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کو صلہ کہیں گے (صلہ معنی دو چیزوں کو ملانے والا) یہ حدیث شریف امام ربانی پر پوری صادق آتی ہے اور آپ ہی کے طفیل ظاہر و باطن جن کو زمانے نے الگ الگ سمجھ رکھا تھا ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔

۲۔ حضرت شیخ الاسلام احمد جام ؒ نے جن کی وفات ۶۰۰ ھ میں ہوئی مقامات میں ارقام فرمایا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہوں گے اور ان میں سب سے پچھلا ۱۰۰۰ ھ میں پیدا ہوگا جسے اولیاء اولین و آخرین کے کمالات دئے جائیں گے۔

۳۔ حضرت شیخ خلیل اللہ بدخشی کے مقامات میں مذکور ہے کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ خواجگانِ نقشبندیہ میں ایک عزیز ہند میں پیدا ہوگا جو امت کے کل اولیاء سے افضل ہوگا مگر افسوس کہ اس وقت ہم نہ ہوں گے۔

۴۔ سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے ایک جنگل میں مراقبہ کے دوران میں ساعت بساعت بڑھنے والے نور کا مشاہدہ فرمایا۔ القا ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز امت ہے جو پانچ سو سال بعد ہمارے پیغمبر کی تجدید کرے گا اور اس کے فرزند و خلفا بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہوں گے۔ حضرت غوث پاک قدس سرہٗ نے اس مشاہدہ کے بعد اپنا ایک خرقہ اپنے خلیفۂ اکبر کے سپرد کیا اور کہا کہ یہ خرقہ امانت ہے اس شخص کی جس کے متعلق یہ القاء ہوا۔ چنانچہ وہ خرقہ حضرت

Marfat.com

امامِ ربّانی کو حضرت شاہ کمال کیتھلی رح کی وساطت سے پہنچا۔ ان کے علاوہ اور بھی بزرگانِ دین سے اس قسم کی بہت سی پیش گوئیاں حضرت امام ربانی رح کے متعلق منقول ہیں۔

خانِ اعظم جو اکبر کے خاص ارکانِ سلطنت سے ہیں انہیں نجومیوں نے اس بات کی خبر دی تھی کہ عنقریب ایک مردِ خدا پیدا ہوگا جو دینِ مبین میں نائب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا اور باطل مذاہب و طرق کی بیخ کنی کرے گا اور شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تازگی بخشے گا۔ اس کے علاوہ سید سلطان اور سید صدر جہاں نے بھی حضرت امامِ ربانی رح کے متعلق خواب دیکھے اور وہ آپ کی بیعت ہوئے۔

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

والد صاحب کے انتقال کے بعد حضرت امامِ ربّانی رح حج کے ارادے کے لئے دہلی تشریف لائے۔ وہاں حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کے کمالات کی شہرت سن کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب رح بڑی شفقت سے پیش آئے اور رہنے کی فرمائش کی چنانچہ حضرت امامِ ربانی رح حضرت خواجہ صاحب رح کی فرمائش پر ٹھہر گئے اور خواجہ صاحب سے بیعت ہو گئے۔
حضرت خواجہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو حضرت امامِ ربّانی کی آمد پر تحریر فرمایا:-

"شیخ احمد نامی ایک عالمِ باعمل سرہند سے آئے ہیں۔ چند دن اس فقیر کے ساتھ اٹھے بیٹھے۔ عجیب و غریب حالات ان کے دیکھنے میں آئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوں گے جس سے سارا عالم روشن ہو جائے گا۔"

حضرت امامِ ربانی رح نے اڑھائی ماہ دہلی میں قیام فرمایا۔ اس کے بعد دوسری مرتبہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو خلعتِ خلافت عطا

Marfat.com

کی گئی اور خاص خاص اصحاب کو تعلیم کے لئے حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت امامِ ربانیؒ
کے سپرد کر دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے چند قدم چل کر حضرت امام ربانی کا استقبال فرمایا
اور بڑی بڑی بشارتیں سنائیں اور بہت کچھ اعزاز و اکرام کیا۔ تیسری مرتبہ جب حضرت امام
ربانیؒ اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے رخصت ہونے لگے تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے
فرمایا کہ میں نے ہندوستان آنے سے قبل استخارہ کیا جس میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک شیریں نغمہ
خوبصورت طوطا میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا ہے۔ میں اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈال
رہا ہوں اور وہ اپنی چونچ سے میرے منہ میں شکر ڈال رہا ہے۔ میں نے یہ استخارہ اپنے مرشد
حضرت شیخ خواجہ امکنگیؒ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں تمہاری تربیت سے
کوئی ایسا شخص ہو گا جس سے ایک عالم منور ہو گا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا۔ خواجہ صاحبؒ
نے اس کا مصداق حضرت امام ربانی کو فرمایا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد (حضرت امامِ ربانیؒ)
ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں۔ آسمان کے
نیچے ان کی نظیر نہیں ہے اور ان جیسے اس امت میں چند ہی آدمی گزرے ہیں۔

ایک بار حضرت خواجہؒ نے حضرت امام ربانیؒ سے فرمایا کہ ہم نے یہاں (سرہند میں)
ایک بہت بڑا چراغ روشن کیا۔ اس کی روشنی آناً فاناً بڑھنے لگی۔ پھر ہمارے جلائے ہوئے
چراغ سے بیسیوں چراغ جل گئے۔ اس سے مراد 'تم' ہو۔

Marfat.com

فتنہ اکبری کی اصل

بوالہوس لوگوں نے اپنے سیاسی اقتدار کو قائم کرتے ہوئے اکبری دور میں اتحاد و یگانگت کے رنگ میں اپنے آپ کو ظاہر کیا جن میں ملا مبارک اور بیربر نامی پیش پیش ہیں۔ مورخین نے یوں بیان کیا کہ ملا مبارک نے بیربر سے بادشاہ کے سامنے کہا کہ اے بیربر! جس طرح تمہارے دین میں تحریفیں ہوتی ہیں اسی طرح ہمارے دین میں بھی بکثرت تحریفیں ہوتی ہیں اس وجہ سے اب اس مذہب پر بھی اعتماد باقی نہیں رہا اور دوسرے یہ کہ ایک ہزار سال کی مدت بھی پوری ہو چکی ہے۔

اس گفتگو سے صاف ظاہر ہے کہ ملا مبارک کی سیاست اس بات کا تقاضا کر رہی تھی کہ اب کسی نئے آئین کی ضرورت ہے۔ اس کی صورت کیا ہو۔ اس کے لئے ہمیں اتنا لکھ دینا ہی کافی ہے کہ ملا مبارک کا اس اہم مقصد کے لئے بیربر کو مخاطب کرنا اس بات کا اظہار تھا کہ ہندو مسلم اختلافات رفع کئے جائیں اور پھر جب اکبر ایسا بے علم آدمی جس کے ہاتھ میں اقتدارِ سلطنت، دولت اور تمام دنیوی سرفرازیاں موجود ہوں، بوالہوسوں کے ہتھے چڑھ جائے تو یقیناً ان کی پانچوں انگلیاں گھی میں ہوں گی۔ بہرحال ایک جدید مذہب کی بنیاد رکھ دی گئی جس کے اصول اور قوانین ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں۔ ملا مبارک صرف اپنے عہدے اور شاہی تقرب کی

Marfat.com

خاطر اپنا فرضِ منصبی ترک کر چکا تھا لیکن بیربر اس بات میں ایسا پکا نکلا کہ اکبر کے دل و دماغ پر چھا گیا اور وقتاً فوقتاً اپنے مذہب کی فلاسفی سے اسے رام کر لیا۔ علماء وقت جو صاحب اقتدار تھے وہ آپس کے حسد اور رقابت کی وجہ سے ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان مغلیہ میں جو اسلامی مذہب کی کچھ روایات تھیں وہ اکبر کے دل و دماغ سے یکے بعد دیگرے محو ہونی شروع ہو گئیں اور شاہ ہمایوں کا یہ لخت جگر مکمل طور پر ملحد اور زندیق ہو گیا۔

ظلم پر ظلم یہ ہوا کہ بڑے بڑے ہندو راجوں نے اپنی لڑکیاں اکبر کے محل کی زینت کر دیں جن کے رسم و رواج اور معتقدات کا اثر بے علم اکبر پر بہت جلد پڑ گیا۔ چنانچہ ہندوؤں کی اکثر مشرکانہ رسوم کا بجا لانا اکبر کے حالات سے ثابت ہے۔

عوام پر کیا اثر ہوا

اکبر کی بے دینی یہ رنگ لائی کہ مشرکین کا بول بالا ہو گیا اور ہر جگہ ان کا اقتدار ہو گیا۔ چنانچہ کفار نے بے خوف و خطر کئی مساجد کو شہید کر کے وہاں مندر بنا لیے۔ کاوشی کا دن جو کہ ہندوؤں کے برت کا دن ہے اس دن کے لئے اکبر نے یہ اہتمام کیا تھا کہ اس دن شہروں میں کوئی مسلمان دن کو روٹی نہ پکائے۔ برعکس اس کے رمضان شریف میں کھلے بندوں کھانا پکایا اور فروخت کیا جاتا اور اہل اسلام کی پستی کے سبب کوئی مزاحم نہ ہو سکتا تھا۔ علماء اور فقراء کے ہاتھ میں عوام کی اصلاح ہوتی ہے۔ علماء تو آپس کے حسد کا شکار ہو گئے تھے اور جو اس فتنہ سے بچے تھے ان کے پاس اقتدار نہ تھا اور جن نام نہاد فقراء کو خطابات اور نوازشات سے نوازا جاتا تھا ان میں سلوک کے عروج و نزول کی خبر تک کسی کو نہ تھی اور عیش پسندی اور ہوا پرستی کے خارزار صحرا میں بھٹک رہے تھے۔ یہی نہیں بلکہ نااہل اشخاص کو مرشد اور ولی اللہ اور قطب جیسے

Marfat.com

جلیل الشان خطابات سے نوازا گیا اور ان تن آسان اور اغراض پرستوں نے عوام کے خیالات سے شریعت کی پیروی کی اہمیت مٹادی اور سنتِ نبوی کا احیا مشکل ترین ہو گیا۔

اعلائے کلمۃ الحق

ایسے تاریک دور میں حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ایک ایسی شخصیت تھی جو اعلائے کلمۃ الحق میں مشغول تھی چنانچہ آپ سرہند سے آگرہ پہنچے' ان دنوں اس کا نام اکبر آباد تھا اور اکبر کے مقربین کو بلوا کر ارشاد فرمایا:۔

"بادشاہ اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔ جاؤ میری طرف سے اسے کہہ دو کہ اس کی بادشاہی' اس کی طاقت' اس کی فوج سب کچھ ایک دن مٹ جانے والی ہے۔ وہ توبہ کر کے خدا اور رسول کا تابعدار بنے ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔"

ان لوگوں نے جا کر بادشاہ سے کہا لیکن اکبر جو اپنے نئے دین کے عروج کے خواب دیکھ رہا تھا اس نے حضرت امامِ ربانیؒ کے اس پیغام کی کچھ پروا نہ کی اور اپنے فتنہ کی کامیابی کے اظہار کے لئے خاص دن مقرر کر کے دربارِ اکبری سجایا۔ دوسری طرف بارگاہ محمدی بنایا۔ اکبر کا خیال تھا کہ میری بادشاہت اور سلطنت کے مقابلے میں پرانے اور بوسیدہ مذہب کے پیرو کہاں باہر نکلیں گے اور اس طریق سے ہی فخر الاولین والآخرین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے مقابلے میں اپنے شیطانی مسلک کو سرفراز کر سکوں گا اور آنے والی نسلیں میرے رعب و داب کا سکہ مانیں گی۔ اسے کیا خبر تھی کہ امامِ ربانی مجدد الف ثانیؒ جیسے ظاہری اور باطنی کمالات کے جامع اس دنیا کو اپنی آمد سے منور کر چکے ہیں۔ چنانچہ اکبر نے اپنے دربار میں بوالہوسوں کی چرب زبانی کے لیے نہایت پر تکلف کھانے تیار کروائے تا کہ شکم کے بندوں کا گروہ گدھوں کی طرح اس مردار دنیا

Marfat.com

کی طلب میں اکٹھا ہو جائے اور ایسا ہی ہوا کہ اکبر اور اس کے حاشیہ نشین، خوشامدی، چاپلوس اور ٹوڈی بچہ قسم کے لوگ جن کے نفس نے انہیں شرعی احکام کی تکلیفوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے دین متین سے باغی ہونے پر مجبور کر دیا تھا اس دربار میں اکٹھے ہو گئے۔

دوسری طرف دربارِ محمدی لگایا گیا جو ان تمام تکلفات سے بری تھا لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کی غیرتِ اسلامی یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ اکبر ایسا ملحد آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل کرے۔ چنانچہ حضرت مجدد اپنے چند غریب دوستوں کے ساتھ اس دربار میں جلوہ افروز ہوئے۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوا کا ایک سخت طوفان آیا اور اکبری دربار تہ و بالا ہو گیا۔ خیموں کی چوبیں اس زور سے اُکھڑیں کہ ہزار حفاظتوں کے باوجود اکبر بھی ان کی زد سے نہ بچ سکا اور زخمی ہو گیا لیکن مجدد صاحب رح کی قیام گاہ بالکل محفوظ رہی اور ذرا سا بھی نقصان نہ ہوا۔

اکبر کی موت

بعض مؤرخین نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ اکبر کی موت انہی زخموں کی وجہ سے ہوئی جو دربارِ اکبری منعقد کرنے کے دن اسے عبرت کے طور پر لگے۔ ایک مؤرخ نے اکبر کی موت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ موت کے وقت اس نے توحید و رسالت کی تصدیق کی اور سورۂ یٰسین بھی سنی اور امام کو بلا کر اس سے کلمہ بھی پڑھوایا۔ خدا کرے کہ اس کا موت کے وقت صحیح اسلام پر جان دینا سچ ہو اور خدائے قدوس کے دربار میں معافی کا طلبگار گردانا جائے۔ یوں تو اس کے بوئے ہوئے فتنے کا بیج ایسا مہلک تھا کہ چند سال میں ہندوستان سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیتا مگر خداوند قدوس کا کون شکر ادا کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے امام ربانی رح ایسے بزرگ کو ہمارے لئے مشعلِ راہ بنا دیا تاکہ ہندوستان میں آنے والی نسلیں ایسے پُر آشوب زمانوں میں اس ذرہ برکات کے مینار کی روشنی سے اپنے دلوں کو منور کرتی رہیں۔

Marfat.com

جہانگیر

اکبر کی موت کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر تخت کا وارث ہوا۔ شروع شروع میں یہ بھی اپنے باپ کے قدم بقدم چلا لیکن قدرت نے اس میں بعض خوبیاں بھی بھری ہوئی تھیں اور یہی خوبیاں اسے راستی پر لانے میں ممد و معاون ہوئیں۔ جس طرح اکبر کا ماحول اسے لے ڈوبا تھا اسی طرح جہانگیر کا ماحول بھی تاریک تھا۔ اتفاق سے جہانگیر کی بیوی نور جہاں شیعہ مذہب رکھتی تھی۔ البتہ قابل باپ کی بیٹی ہونے کی وجہ سے سیاسی امور میں نہایت شائستہ تھی اور جہانگیر کے ملکی عدل و انصاف کا سکہ نور جہاں ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جہانگیر بھی اپنے عاشقانہ مزاج کی وجہ سے نور جہاں کے حسن کا متوالا ہو گیا اور امور سلطنت قریباً قریباً نور جہاں ہی کے سپرد کر دیئے اور یہاں تک وارفتہ ہو گیا کہ اکثر کہا کرتا "میں نے سلطنت نور جہاں کو بخش دی۔ ایک سیر شراب اور آدھ سیر گوشت کے سوا مجھے کچھ نہیں چاہیئے"

اس میں شک نہیں کہ نور جہاں نے اپنی زندگی میں رفاہِ عام کے کاموں میں بہت دلچسپی لی اور اکثر صدقات و خیرات اور غرباء و مساکین کی پرورش اس نے اپنے ذمہ لے لی تھی اور اسی حسنِ اخلاق کی وجہ سے عوام نے بھی اس کی قدر کی مگر بسا اوقات اپنے ذاتی منشا کو پورا کرنے

Marfat.com

کے لئے تباہ کن فتنہ بھی کھڑا کر دیا کرتی ۔ الغرض جہانگیر اس کا بندۂ بے دام ہو گیا تھا اور قلعہ پر شیعوں کی حکومت قائم ہو گئی ۔

حضرت امامِ ربانیؒ کی مخالفت

حضرت امامِ ربانیؒ احیاءِ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوشاں تھے اور آپ نے تبلیغِ حق کا کام نہایت وسیع پیمانہ پر شروع کر دیا تھا ۔ بوالہوس لوگ آپ سے جلنے لگے اور آپ کے خلاف غلط شہرت پھیلانی شروع کر دی ۔ آپ کے مکتوبات میں طرح طرح کی بے بنیاد اور غلط عبارتیں شامل کر کے علماء کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا اور بادشاہ کے کان بھی آپ کے خلاف بھر دیئے ۔

سب سے پہلے نورجہاں کا شیعہ ہونا اس بات کا مقتضی تھا کہ حضرت امامِ ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک کہیں جہانگیر اختیار نہ کر لے ، اور اس میں ایک سیاسی پہلو بھی تھا کہ نورجہاں اپنے داماد کو تخت و تاج کا وارث بنانے میں کوشاں تھی اور حضرت امامِ ربانیؒ کی روافض کے رد میں بے باکانہ جرأت نورجہاں کو ہیچ پا کر رہی تھی ۔ مجدد صاحبؒ اور آپ کے ساتھی نورجہاں کی نگاہ میں معتوب و مقہور ہو چکے تھے ۔ ساتھ ہی ساتھ رقص و سرود کی محفلوں کے شیدائیوں کو طریقۂ نقشبندیہ جس میں اتباعِ سنت کی تاکید تھی ، برافروختہ کر رہا تھا ۔ مکتوبات شریف کی دو جلدیں اس وقت مرتب ہو چکی تھیں ۔ چنانچہ ایک شخص حسن خاں نامی کابل کا رہنے والا حضرت مجدد صاحبؒ کی بیعت ہوا ۔ چند یوم بعد آپ کے ایک متوسل سے اس کی آزردگی ہو گئی ۔ تھوڑے ہی دن اسے حلقۂ ارادت میں آئے ہوئے تھے طبیعت کی کجی اور نفس کی شرارت میں مبتلا ہو کر اس نے اس ناراضگی کا بدلہ حضرت امامِ ربانیؒ سے لینے کی ٹھان لی ۔ چنانچہ اس نے مکتوبات شریف میں تحریف کر کے کفریہ اور زندیقانہ عبارتوں کے اضافہ کے ساتھ بیس نقلیں

Marfat.com

مرتب کیں اور ہندوستان و افغانستان کے مشہور علماء اور مشائخ کے پاس وہ نقلیں بھیج کر ان سے فتاوے طلب کئے۔

یہ ایک زبردست فتنہ تھا۔ ہندوستان کے جلیل القدر اور صاحب علم و فضل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی اس فتنہ میں مبتلا ہوگئے اور آپ نے حضرت مجددؒ کی تردید میں چند رسالے اور مضامین لکھ ڈالے۔

جہانگیر کے دربار میں

حضرت امام ربانیؒ کی مخالفت میں اچھا خاصا محاذ بن گیا۔ جہانگیر نے آپ کو دربار میں طلب کیا۔ آپ تشریف لے گئے اور چند سوالات و جوابات کے بعد بادشاہ کو تسلی ہوگئی اور آپ کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔

حضرت امام ربانیؒ کی مخالفت میں ذاتی اقتدار، حسد اور غلط فہمیاں تینوں اپنی اپنی جگہ کام کر رہی تھیں جس کے نتیجے میں حضرت امام ربانیؒ کو دربار میں طلب کیا گیا تھا مگر دشمنوں کی چال کارگر نہ ہوئی۔

مخالفین نے جب یہ دیکھا کہ ہمارا کیا کرایا سب بیکار ہوگیا اور بادشاہ امام ربانیؒ کی طرف سے مطمئن ہوگیا ہے تو انہوں نے جہانگیر کو حضرت مجددؒ کے خلاف سیاسی رنگ میں بھڑکانا شروع کر دیا اور اسے خائف کرنا شروع کر دیا کہ :۔

"احمد سرہندی حکومت کا باغی ہے۔ بڑا سرکش اور خطرناک آدمی ہے۔ دربار میں سجدہ کا رواج جو شاہِ اکبر کے وقت سے چلا آ رہا ہے اس کے خلاف فتویٰ بھی دے چکا ہے اور اس کے پاس ایک لاکھ زرہ پوش سوار موجود ہیں۔ کسی نہ کسی وقت بغاوت کر دے گا۔"

53352

Marfat.com

جہانگیر کے لئے یہ سیاسی خطرہ مذہبی خطرہ سے بھی زیادہ تشویشناک تھا مکتوبات شریف کی تحریف شدہ عبارتیں اور حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی کے تردیدی مضامین بھی حاسدوں نے بادشاہ کی نظر سے گزارے ہوئے تھے۔

سیاسی چال

جہانگیر نے امراء وارکین کو جمع کیا اور حضرت امام ربانیؒ کے متعلق مشورہ کیا۔ مختلف راؤں کے بعد بادشاہ نے اپنے وزیر آصف جاہ (جو کہ شیعہ تھا) کی رائے پر اتفاق کیا کہ جو امراء حضرت امامِ ربانیؒ کے حلقۂ بیعت میں آچکے ہیں انہیں بے خبر دور دراز علاقوں پر تنخواہیں بڑھا کر تبدیل کر دیا جائے اور اس کے بعد جو کارروائی کی جائے بہتر رہے گی چنانچہ خانخاناں کو ملکِ دکن پر، سید صدر جہان کو مشرقی ممالک پر، خانجہان لودھی کو مالوہ پر اور مہابت خاں کو کابل پر تعینات کیا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی امراء کو اسی طرح الگ الگ علاقوں کی گورنری پر مقرر کر کے روانگی کا حکم دے دیا اور پھر دوسری بار حضرت امامِ ربانیؒ کو بادشاہ نے طلب کیا اور آدابِ شاہانہ یعنی سجدہ کا مطالبہ کیا مگر خدائے قدوس کی بارگاہ میں جھکنے والا سر دنیوی بادشاہوں کے دربار میں کب جھک سکتا ہے۔ حضرت امامِ ربانیؒ نے اس غیر شرعی تعظیم سے سختی سے انکار کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ:۔

"سوائے خدا کے کسی کو سجدہ جائز نہیں اور اے جہانگیر! کیا یہ کھلی حماقت نہیں کہ میں اپنے ہی جیسے ایک بے بس اور مجبور انسان کو سجدہ کروں؟"

جہانگیر یہ الفاظ سن کر غیظ و غضب سے بھر گیا۔ وہ کبھی یہ باور ہی نہ کر سکتا تھا کہ میرے پر ہیبت دربار میں کسی کو یہ جرأت ہو سکے گی کہ میرے حکم کی خلاف ورزی کرے اور اتنی بیباکی اور بے خوفی سے گفتگو کرے۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ آج تک سچی بات کہنے اور کہنے والا اس کے ہاں آیا

Marfat.com

ہی کون تھا۔ جو لوگ اس وقت اسلام کے پاسبان اور نگہبان ہونے کے مدعی تھے وہ صرف بادشاہ جہانگیر کی خوشی کے خواہاں تھے۔ انہیں احکم الحاکمین کی رضا سے کیا واسطہ تھا لیکن خدا کی زمین پر نثارانِ توحید اور شمعِ نبوت کے پروانوں سے کبھی خالی نہیں ہوئی اور پھر حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم البرکت انسان جو محبوبیت کے گہوارے میں پلا ہوا اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؕ کا صحیح مصداق ہو اور جہانگیر ایسے سرکش بادشاہوں کے دماغ ٹھیک کرنے کے لئے پروردگارِ عالم نے جسے قبولیت کی خلعت سے نوازا ہو' دنیوی جاہ و جلال اور رعب و داب سے کیسے مرعوب ہو سکتا تھا۔

دشمنوں نے اپنی چال کامیاب ہوتے دیکھ کر بغلیں بجانی شروع کیں اور وہ اسی تاک میں تھے کہ اگر امامِ ربانیؒ سجدۂ تعظیمی سے انکار کریں گے تو بادشاہ کے معتوب ہوں گے اور اگر سجدہ کر گئے تو مریدین کی نظروں سے گر جائیں گے اور عوام مسلمین بھی انہیں ساقط الاعتبار سمجھیں گے۔

علماء نے ان امراء کی پاسِ خاطر کے طور پر امامِ ربانیؒ کے قتل کا فتویٰ دے دیا' جن میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی بھی شامل تھے لیکن بعد میں اپنے کئے پر پچھتائے اور حضرت امامِ ربانیؒ کے کمالات کے معترف ہو گئے۔ قدرتِ کاملہ نے اس عظیم المرتبت جامع کمالات ہستی کو ایک جہان کی رشد و ہدایت کا ذریعہ بنانا تھا۔ جہانگیر نے بھی موت کا حکم تو دے دیا مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد منقلب القلوب نے اس کے دل کو اس حکم سے لوٹنے کی توفیق دی اور کچھ سوچ کے بعد حضرت امامِ ربانیؒ کو جیل بھیج دینے پر ہی اکتفا کی۔

شاہجہان کا پیغام

قدرت الٰہی کا کرشمہ سمجھئے کہ نور جہاں کی شیعیت کی وجہ سے جہاں بعض افسر اس فتنہ

Marfat.com

میں مبتلا تھے وہیں اکثر امراء سلطنت حضرت امامِ ربانیؒ کی عقیدت اور محبت دل میں رکھتے تھے، حتیٰ کہ شہزادہ خرّم جو بعد میں شاہ جہان کے نام سے موسوم ہوا آپ سے خاص عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے دو خاص الخاص معتمد افضل خاں اور خواجہ عبدالرحمٰن کو حضرت امامِ ربانیؒ کی خدمت میں بھیجا اور فقہ کی کتابیں جن میں سجدۂ تعظیمی کی اباحت بتائی گئی تھی ساتھ کیں اور کہلا بھیجا کہ اگر جناب بادشاہ سے ملاقات کے وقت سجدہ کرلیں تو میں ذمہ لیتا ہوں کہ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچ سکے گا۔

اس کے پیغام کے جواب میں حضرت امامِ ربانیؒ نے جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ:۔

"جان بچانے کے لئے یہ بھی جائز ہے مگر عزیمت اسی میں ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کیا جائے۔"

دولت کدہ امامِ ربانیؒ کو لوٹا گیا

جہانگیر نے آپ کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالنے کے حکم کے علاوہ آپ کے دولت کدہ کو بھی لوٹنے کا حکم دیا مگر صبر و تسلیم کے اس مجسمہ نے اُف تک بھی زبان سے نہ نکالا۔ پروردگارِ حقیقی پر کامل ایمان رکھنے والے پیکرِ نور اور اخلاقِ محمدیؐ کی زندہ تصویر نے تکلیف دینے والوں کے حق میں بددعا تک نہ کی بلکہ اپنے متوسلین کو اسی اخلاقِ محمدیؐ کا مظہر بننے کی تلقین کی۔

Marfat.com

حضرت امام ربانیؒ قید خانہ میں

قید خانہ سے پہلے حضرت امام ربانیؒ اپنے دوستوں سے فرمایا کرتے کہ عنقریب ہم پر ایک بلا نازل ہوگی جو ہمارے لئے مقامات ولایت کی ترقی کا باعث ہوگی کیونکہ امتحانات کی کڑی منزلیں گزرنے کے بغیر ان ترقیوں کا حصول ممکن نہیں۔

حضرت امام ربانیؒ کا یہ ارشاد حضور اکرم فداہ امی وابی کے اس ارشاد کے معنی سمجھا جا رہا ہے کہ اتقوا عن فراست المومن فانہ ینظر بنور اللہ۔

المختصر یہ کہ حضرت امام ربانیؒ کو اجین (ریاست گوالیار) کے قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ گوالیار کا یہ قید خانہ ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جن کو حکومت کا باغی قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت امام ربانی جب وہاں پہنچے تو کئی ہزار نفوس کو وہاں پایا جن میں ہزارہا غیر مسلم بھی تھے حضرت امام ربانیؒ کے قدوم میمنت لزوم اس جیل خانہ کے قیدیوں کے لئے رشد و ہدایت کا باعث ہوئے۔ غیر مسلم اسلام کی لازوال دولت سے مالا مال ہوئے اور باقیوں نے حسب استعداد ظاہری و باطنی کمالات کے خزائن سے جھولیاں بھر بھر کر اپنے اپنے سینوں کو مالا مال کیا۔

جیل خانہ میں کوئی قیدی ایسا نہ رہا جسے امام ربانیؒ کے دست سخا نے علم کی دولت اور

Marfat.com

کمالاتِ روحانی سے محروم رکھا ہو۔ وہ قیدی جو قید خانہ کی غیر مانوس زندگی کو اپنے لئے ایک لعنت کا طوق سمجھتے تھے حضرت امام ربانیؒ کی موجودگی کے باعث اسی قید خانہ کو جنتِ ارضی کا ایک قطعہ سمجھنے لگے اور وہ فاسق و فاجر جنہوں نے اپنی زندگی کا واحد مقصد عیش و طرب کی محفلیں سمجھا ہوا تھا اور قید خانہ کی دیواریں ان کے راستے میں حائل تھیں، حضرت امام ربانیؒ کے فیوض و برکات کی بدولت عشقِ الٰہی کی سرمدی نعمت کو دلوں میں سمیٹ کر رات کی تاریکیوں میں خدائے لم یزل کی بارگاہ میں سر جھکانے کے مشتاق بن گئے۔ مجدد الفِ ثانیؒ ایسے مسیحا نے چشم زدن میں ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں خاک سے اکسیر، خزف سے گوہر اور تانبے سے کندن بنا دیا۔

جہانگیری سلطنت کے عمائدین جو کہ حضرت امام ربانیؒ سے عقیدت رکھتے تھے انہیں پہلے ہی دور دراز مقامات پر تعینات کروا دیا تھا۔ یہ بھی نور جہاں کی ایک سیاسی چال تھی تاکہ امام ربانیؒ سے عقیدت رکھنے والے یہ صاحبِ اقتدار کوئی ایسا قدم نہ اٹھا سکیں جس سے سلطنتِ جہانگیری دھڑام سے نیچے آ گرے، اور حقیقت بھی یہی تھی۔

بغاوت ہو گئی

چنانچہ حضرت امامِ ربانیؒ کی قید کی خبر سن کر خانخاناں، خانِ اعظم، سید صدر جہان، اسلام خاں، مہابت خاں، مرتضیٰ خاں، تربیت خاں، خان جہان لودھی، سکندر خاں، حیات خاں، دریا خاں جو سلطنتِ جہانگیری کے مختار رکن تھے سخت بے چین ہوئے اور بغاوت پر تیار ہو گئے۔ آپس میں خط و کتابت کی اور سب نے متفق ہو کر مہابت خاں کو جو کابل کی گورنری پر متعین تھا اپنا سرگروہ تسلیم کر لیا اور اسے فوج و خزانہ سے مدد دی۔

Marfat.com

مہابت خاں نے بادشاہ کی اطاعت سے سر پھیر دیا اور بادشاہانِ بدخشان و خراسان اور توران سے مدد لے کر جہانگیر پر فوج کشی کا حکم دے دیا۔ خطبہ اور سکہ سے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ جہانگیر بھی اپنا لاؤ لشکر لے کر مہابت خاں کے مقابلے کو کابل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہانگیر کے کابل کی طرف جانے کے بعد باقی امراء بھی بادشاہ کے باغی ہو گئے۔ انہوں نے بھی انحراف کر کے ملک پر قبضہ کر لیا اور شاہی طرفداروں کو جو کہ نور جہاں کے معتمد تھے، برطرف کر دیا۔

تخت کی پیش کش

اب معاملہ صاف تھا۔ بادشاہ کے باغی امراء نے حضرت امام ربانیؒ سے استدعا کی کہ ہماری شاہی مسند کو رونق بخشی جائے اور اس کے ساتھ ہی اپنے سرانجام دیئے ہوتے کام کی تفصیل آپ تک پہنچائی مگر حضرت امام ربانیؒ نے اس کے جواب میں تمام امراء کو تحریر فرمایا:-

"مجھے سلطنت کی ہوس نہیں اور میں تمہارے فتنہ و فساد کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے جو قید کی تکلیف اٹھائی وہ اور کام کے لئے ہے۔ جب وہ کام پورا ہو جائے گا میں خود بخود تمہاری کوشش کے بغیر ہی قید سے رہا ہو جاؤں گا۔ یہ فساد میرے کام میں رکاوٹ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تم بغاوت سے باز آ جاؤ اور فوراً اپنے بادشاہ کی اطاعت قبول کرو۔ میں بھی انشاء اللہ العزیز جلد ہی قید سے آزاد ہو جاؤں گا۔"

ادھر مہابت خاں بادشاہ جہانگیر کے مقابلے پر تھا۔ اسی اثنا میں جہانگیر کی فوج میں سے بہت سے آدمی مہابت خاں کے ساتھ جا ملے اور بادشاہ محصور ہو گیا۔ آصف جاہ

Marfat.com

کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور اس کی تو اچھی خاصی درگت کی گئی۔ تمام شرارتوں کی جڑ بھی یہی تھا اور اسی کے پڑھائے ہوئے سبق نورجہاں کی معرفت جہانگیر کی اصلاح میں رکاوٹ بنے ہوئے تھے۔

جہانگیر کی جاں بخشی

جہانگیر اور آصف جاہ کی گرفتاری کی خبر نورجہاں کو ملی تو وہ بھی امداد کے لئے پہنچی۔ مہابت خاں نے اسے بھی گرفتار کر لیا اور چاہتا تھا کہ ان تینوں کو حضرت امام ربانیؒ کے قید کرنے کا مزا چکھائے کہ عین اسی وقت حضرت امام ربانیؒ کا وہ مکتوب جو آپ نے امراء کو لکھا تھا مہابت خاں کو پہنچا اور اپنے ساتھی امراء کی طرف سے بھی جو حضرت امام ربانیؒ کے مکتوب سے مشرف ہوئے اس کے مضمون کے متعلق خطوط ملے۔ مہابت خاں حضرت امام ربانیؒ کا حکم پڑھ کر جہانگیر کے پاس آیا اور کہا کہ میں حضرت کے حکم سے آپ کو رہا کرتا ہوں اور جہانگیر کو تخت پر بٹھا کر سوائے سجدہ کے تمام شاہی آداب بجالایا۔

حضرت امام ربانیؒ نے بغاوت کیوں روکی؟

یہ مسئلہ بعض سوانح نگاروں نے پیچیدگی میں ڈال دیا۔ بعض نے تو سرے سے ہی بغاوت کا انکار کر دیا اور حضرت امام ربانیؒ کی زندگی کو اپنے خیالات کے مطابق ڈھالتے ہوئے جہاد بالسیف سے بیزار لکھ ڈالا۔

شاید ان لوگوں کی نظر حضرت امام ربانیؒ کے اس مکتوب پر نہیں پڑی جو آپ نے مرزا عزیز کی طرف تحریر فرمایا۔ اس مکتوب کے آخری الفاظ ملاحظہ ہوں:۔

Marfat.com

"سابق سلطنت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دینِ مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ضد اور عناد ہے۔ اس سلطنت میں بظاہر وہ ضد اور عناد نہیں ہے۔ اگر ہے تو مسئلہ سے ناواقف ہونے کے سبب، بہر حال خطرہ ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ عناد اور ضد پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کو پھر وہی دشواری پیش آ جائے۔"

(مکتوب ۶۵ جلد اوّل)

اسی طرح ایک مکتوب جو قصبہ سامانہ کے بزرگ سادات اور قاضیوں اور رئیسوں کو تحریر فرمایا جبکہ ایک خطیب کے خطبہ پڑھتے وقت خلفائے راشدین کا نام حذف کرنے کی خبر آپ کے گوش گزار کی گئی۔ اس مکتوب کے آخری حصے میں تحریر فرمایا:۔

"اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک نہیں معلوم کہ ہندوستان میں کھلا ہو۔ عجب نہیں کہ اس معاملہ سے تمام شہر متہم ہو جائے بلکہ ہندوستان سے اعتماد دور ہو جائے۔ سلطانِ وقت اہلِ سنت اور حنفی المذہب ہے۔ اس کے زمانہ میں اس قسم کی بدعت کا ظاہر ہونا بڑی جرأت اور دلیری کا کام ہے۔" (مکتوب ۱۵ جلد دوم)

مکتوبات کی جلد اول اور دوم حضرت امامِ ربانیؒ کے واقعۂ قید سے پہلے تحریر کی جا چکی تھیں اور اسی طرح ایک اور مکتوب میں حضرت امامِ ربانیؒ نے شیخ فرید صاحبؒ کی طرف تحریر فرمایا:۔

"آپ خود واقف ہیں کہ قرنِ ماضی (زمانۂ اکبر) میں مسلمانوں پر کیا گزری۔ کفار کھلم کھلا دلیری اور جرأت کے ساتھ دار الاسلام میں احکامِ کفر جاری

Marfat.com

کرتے تھے اور مسلمان احکامِ اسلام کے اجراء سے عاجز تھے۔ اگر کرتے تھے تو قتل کر دیئے جاتے تھے۔ کتنی بڑی مصیبت تھی کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ذلیل ہوں اور آپ کے منکرین کی عزت ہو۔ مسلمان زخمی دلوں سے اسلام کی تعزیت کر رہے ہوں اور مخالفین اور معاندین مذاق اڑا کر زخم ہائے مسلم پر نمک پاشی کرتے ہوں۔

آج جب کہ بادشاہِ اسلام کے جلوس کا مژدہ خاص و عام کے کانوں میں پہنچا تو اہلِ اسلام نے اپنے اوپر لازم جان لیا کہ ترویجِ شریعت اور تقویتِ ملت کے لئے بادشاہ کے ممد و معاون ہوں اور جس قسم کی امداد مطلوب ہو دریغ نہ کریں"۔

(مکتوب ۴۷ جلد اول)

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد یہ نظریہ قائم کرنا کہ حضرت امامِ ربانیؒ کا عالمگیری عہد میں جہاد بالسیف سے روکنا اس مقصد پر تھا کہ یہ چیز پرانی ہو چکی ہے، اب اس کی ضرورت نہیں رہی، کتنا بڑا ظلم ہے۔

انہی بزرگ کو حضرت امامِ ربانیؒ ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بادشاہ اہلِ اسلام کی توجہ اہلِ کفر کی جانب نہیں رہی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ رسوماتِ کفر کی قباحت پوری طرح بادشاہ کے ذہن نشین کرا دیں۔ ضرورت سمجھیں تو کسی عالم کو بلالیں۔ احکامِ شرعی کی تبلیغ کے لئے کرامتوں کا اظہار ضروری نہیں"۔

Marfat.com

عمائدینِ سلطنت

خانخاناں

خانخاناں ـــ اکبر بادشاہ کے مشہور اتالیق بہرم خاں کے فرزند تھے۔ بیرم خاں شیعہ مذہب کا تھا مگر خانخاناں سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ حضرت امامِ ربانیؒ اپنے مکتوبات شریف میں انہیں اسی طرح یاد فرماتے ہیں جس طرح ایک مخلص مرید کو۔ خانخاناں کا اصلی نام عبدالرحیم ہے اور صاحب اقتدار اتنے کہ گویا آدھی سلطنت کے مالک ہیں۔ قدرت نے پہلے ہی سے اہلِ علم و تقویٰ کی خدمت کرنا ان کے دل میں ڈالا ہوا تھا۔ عربی، فارسی، ترکی اور ہندی زبانوں میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ فارسی اور ہندی میں شعر بھی کہتے تھے۔ شعر و ادب کی قدر کرتے اور شاعروں کو انعامات سے نوازا کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شاہ جہانگیر ان سے بہت خفا ہوگیا اور دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ بادشاہ انہیں قتل کرا دے گا۔ خانخاناں نے اس واقعہ کو حضرت امامِ ربانیؒ کے گوش گزار کرکے دعا کی درخواست کی۔ خدا کا فضل شاملِ حال ہوا۔ بادشاہ نے بجائے

Marfat.com

غیظ و غضب میں آکر موت کا حکم دینے کے خانخاناں کو خلعت عطا کی۔

مکتوبات شریف میں خانخاناں کو لکھے گئے مکتوب بہت سے ہیں۔ منجملہ ایک مکتوب کا ملخص پیش کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ حضرت امامِ ربانیؒ نے ان لوگوں کو ادب اور اخلاص کی کیسی تعلیم دی۔

"دولت مندوں کے لئے تواضع زیبا ہے اور اہلِ فقر کے لئے استغنا اور بے نیازی، کیونکہ علاج ضد سے ہوا کرتا ہے۔ آپ کے خطوط سے استغناء مترشح ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کا منشا تواضع ہے۔ بیشک آپ نے فقراء کی خدمت بہت کی ہے مگر ان کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تاکہ اس خدمت کا ثمرہ حاصل ہو سکے۔ انبیاء امت تکلفات سے بری ہیں۔ وہ متکبرین کے مقابلے میں تکبر کیا کرتے ہیں۔" (مکتوب ۶۸ جلد اول)

خانِ اعظم

اصلی نام مرزا عزیز تھا اور بادشاہ اکبر کے رضاعی بھائی تھے۔ انہیں اکبر کی اسلام کش حرکات سے سخت نفرت تھی اور اسی وجہ سے اکبر کے ہاں جانا چھوڑ دیا تھا اور اپنے متعلقہ صوبہ میں ہی رہتے تھے۔ حج بھی کیا۔ اکبر کے مرنے کے بعد خانِ اعظم کی ایک تحریر پکڑی گئی جس پر اکبر کے پوست کندہ حالات درج کئے گئے تھے۔ جب وہ تحریر جہانگیر تک پہنچی تو وہ بہت مغلوب الغضب ہوا۔

تزک جہانگیری کے حوالہ کے مطابق جہانگیر کا کہنا ہے کہ "اس تحریر کے دیکھنے اور سننے سے میرے بال کھڑے ہو گئے۔" چنانچہ جہانگیر نے مرزا عزیز کو حکم دیا کہ یہ تحریر پڑھ کر

Marfat.com

سُنا ئیں۔ جہانگیر کا خیال تھا کہ اس تحریر کے انکشاف سے مرزا عزیز خوف کے مارے مر جائیں گے مگر انہوں نے نہایت بے باکی اور دلیری سے وہ تمام تحریر پڑھ کر سنا دی۔

حضرت امام ربانیؒ نے مرزا عزیز کو بھی اپنے مکتوب سے نوازا اور تحریر فرمایا:۔

"مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" بذا الاسلام غریباً و سیعود کما بذا فطوبیٰ للغربا یعنی اسلام اجنبی تھا جب اس کا آغاز ہوا۔ عنقریب پھر اجنبی ہو جائے گا۔" لہٰذا ان کو مبارک باد جو اسلام کو سنبھالنے کے سبب سے سب کی نگاہوں میں اجنبی ہو جاتے ہیں۔ اسلام کی غربت اور بے بسی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ بے تحاشا احکام کفر جاری کرتے ہیں اور کوچہ و بازار میں اہلِ کفر کی تعریف و توصیف کرتے پھرتے ہیں مسلمانوں کو احکامِ اسلام کے اجراء کی ممانعت ہے اور شرعی احکام کی بجا آوری میں مطعون و مذموم ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ! کہا جاتا ہے کہ شریعت تلوار کے سایہ میں ہے۔ شرع شریعت کی رونق سلاطین سے وابستہ مانی جاتی ہے مگر یہاں الٹا معاملہ ہے (آگے چل کر تحریر فرمایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "ایمان کامل اسی وقت ہوگا کہ جب لوگ مجنوں کہنے لگیں"۔ وہ مبارک جنون جس کا اصل منشا اسلامی حمیت اور کامل درجہ کی اسلامی غیرت ہے' آپکے وجود میں نظر آتا ہے۔ الحمد للہ (حضرت خواجہ احرار کا ایک قصہ تحریر کرنے کے بعد تحریر فرمایا) جب کہ اس خاندانِ بزرگ (نقش بندیہ) کے اکابر کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب پروردگار نے آپ کو اثر و رسوخ عطا فرمایا ہے اور ہم عصروں اور دوستوں

Marfat.com

کی نظر میں تعظیمِ مذہب آپ کی ذات سے ہی وابستہ ہے تو کوشش کیجئے کہ اہلِ کفر کے وہ احکام جنہوں نے اہلِ اسلام میں مذہب سے بے التفاتی پیدا کر دی ہے، اگر سب منسوخ نہ ہوں تو کم از کم اکثر تو منسوخ ہو جائیں اور ان منکرات اور قباحتوں سے اہلِ اسلام محفوظ رہ جائیں۔ سابق سلطنت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے دینِ مصطفوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ضد اور عناد ہے۔ بہر حال خطرہ ضرور ہے کہ رفتہ رفتہ عناد اور ضد پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کو وہی دشواری پھر پیش آ جائے۔" (مکتوب ۶۵ جلد اول)

مفتی صدر جہاں

اکبر کے وقت میں یہ منصبِ صدارتِ افتاء پر فائز رہے۔ اس دور میں ان سے بد عنوانیاں ہوتی رہیں۔ جہانگیر کے وقت میں بھی انہیں اسی عہدہ پر بدستور فائز رکھا گیا۔ انہیں بادشاہ کو سجدہ کرنے سے مستثنیٰ کیا گیا تھا۔ حضرت امامِ ربانیؒ نے انہیں جس انداز میں یاد فرمایا اس میں غور کیجئے کہ روحانی طبیب کس طریق سے مرض کی بنیاد کا علاج کر رہا ہے اور کس طریق سے با اختیار لوگوں کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلا رہا ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

"مشہور ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لہٰذا اصلاحِ عوام کے لئے اصلاحِ سلاطین ضروری ہے۔ حکومتِ موجودہ میں ملّتِ اسلام سے پہلے جیسی ضد اور نفرت نہیں پائی جاتی لہٰذا ائمۂ اسلام، صدورِ عظام اور علماء کرام پر لازم ہے کہ اپنی تمام ہمت شریعتِ غرّا کے رواج دہی میں صرف کر کے شروع ہی میں اسلام کے منہدم ارکان کو دوبارہ قائم کر دیں اور اس میں ہرگز ہرگز تاخیر نہ کریں۔"

Marfat.com

خانجہان

خان جہان ـــــ اصلی نام حسین قلی بیگ ـــــ بیرم خان کے بھانجے اور دورِ اکبری میں پنج ہزاری منصب رکھتے تھے۔ عہدِ جہانگیری میں بھی سلطنت کے بہت بڑے رکن تھے۔ حضرت امامِ ربانیؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ آپ نے ایک طویل مکتوب ان کے نام تحریر فرمایا جس میں اسلامی معتقدات اور عبادات کو ان کے ذہن نشین کرایا۔

قلیچ خاں

دورِ اکبری کے بہترین جرنیل اور عہدِ جہانگیری میں تیس ہزاری منصب تھا۔ پانچ ہزار سواروں کے افسر تھے۔ حضرت امامِ ربانیؒ کے پیر بھائی تھے اور لاہور میں صوبہ دار تھے۔ حضرت امامِ ربانیؒ نے انہیں اجرائے شریعت پر ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

"آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ لاہور ایسے بڑے شہر میں آپ کے وجود سے بہت سے احکامِ شرعیہ نے رواج پیدا کر لیا ہے۔ دین کو تقویت اور ملتِ بیضا کی تائید ہوئی ہے۔ یہ شہر فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں میں قطبِ ارشاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام شہروں پر اثر ڈالتی ہے۔ اگر اس شہر میں دین کو رواج حاصل ہوا تو سب جگہ ایک قسم کا رواج پیدا ہو جائے گا۔ حق سبحانہٗ آپ کی مدد فرمائیں۔"

ان اصحاب کے علاوہ بڑے بڑے افسرانِ فوج، حکام اور عہدیداران حضرت امامِ ربانیؒ کے متوسلین میں شامل تھے جن میں شیخ فرید، مہابت خاں، اسلام خاں، سکندر خاں، حکیم

Marfat.com

فتح اللہ خاں، شیخ عبدالوہاب، سید محمود اختر، سید احمد خضر خاں لودھی، مرزا بدیع الزمان، جباری خاں وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

طریقِ اصلاح

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کی اصلاح کے لئے کس کس طبقہ کو چنا، یہ چیز آج بھی مسلمانوں کی رہنمائی کرے گی۔

سب سے اوّل آپ نے ان غرباء و فقراء کی جماعت تیار کی جو عملی نمونہ بن کر لوگوں کے سامنے اسلامی روایات پیش کر سکیں۔ اس کے لئے آپ نے روحانی کمالات سے کام لیا۔

دوسرے درجہ پر آپ نے اہلِ علم اور سنجیدہ طبقہ کے ذہنوں میں انقلاب پیدا کیا اور صحیح عقائد اسلامیہ ان تک پہنچائے۔ اس کے لئے آپ علم و استدلال کی طاقت حرکت میں لائے۔

تیسرے درجہ پر ان امراء کو جو خالص سنی المذہب تھے اور با اختیار تھے، اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنے کی تلقین کی اور ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں اپنے مکتوبات شریف سے نوازا اور ان کی تسلی و تشفی فرماتے رہے۔

چوتھے درجہ پر بادشاہ جو کہ ہندوستان میں سب سے زیادہ با اختیار تھا، کی اصلاح کے لئے آپ کو مختلف قسم کی صعوبتوں اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن یہ ایک نفیس نکتہ تھا جس کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ ہے۔

پہلے تین درجوں میں حضرت امام ربانی بہترین کامیابی حاصل کر چکے تھے اب صرف آخری درجہ باقی تھا اور اس میں کامیابی کے لئے آپ نے قید و بند کی مصیبتیں اٹھائیں۔

حقیقت میں اصلاح کے لئے قدم اٹھانا بوالہوسوں کی نظر میں ایک سیاسی شغل سے

Marfat.com

زیادہ نہیں ہوتا اور وہ لوگ عمداً یا سہواً اس نیک نیتی کو سیاست میں کھینچ کر لے جاتے ہیں۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت عرب کی سرزمین میں خدا کا نام بلند کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تو بد باطن لوگوں نے یہی اتہام آپؐ پر لگایا اور کہا کہ آپؐ بادشاہی چاہتے ہیں یا مال؟ جس چیز کی آپؐ کو تمنا ہو لیجئے مگر ہماری اصنام پرستی میں دخل نہ دیجئے۔ اس وقت آپؐ نے کفار سے فرمایا کہ مجھے ان چیزوں کی خواہش نہیں میں تو احکم الحاکمین کی وحدانیت کا سبق پڑھانے آیا ہوں۔ بالکل یہی طریقہ حضرت امام ربانیؒ کے بارے میں مخالفین نے اختیار کیا اور حضرت امام ربانیؒ کو ایک سیاسی مہرہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔

اکبری دور کا تجزیہ حضرت امام ربانیؒ کے سامنے تھا جبکہ بادشاہ باوجود مسلمان کہلانے کے کفار اور مشرکین کی رسوم اور عقائد کا پابند ہوگیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا تھا کہ عوام سے لے کر امراء تک اسی رنگ میں رنگے جانے لگے بلکہ اکثر رنگے گئے۔ ایک مسلمان جب اس دور کا تصور ذہن میں لاتا ہے تو یقیناً اس کی روح کو بادشاہِ اکبر کا نام سن کر سخت کوفت ہوتی ہے۔ عہدِ جہانگیری میں اس فتنہ کا عروج پکڑنا یقیناً ہندوستان میں اسلام کو کچل کر رکھ دیتا۔ حضرت امام ربانیؒ اتنے عرصہ میں اصلاح کا دو تہائی کام کر چکے تھے۔ صرف بادشاہ کی اصلاح باقی تھی۔ جہانگیر کی خوش بختی سمجھئے کہ اس کی طبیعت اسلام سے اچھی طرح مانوس تھی مگر مشیر خاص کچھ ایسے تھے جن سے اُلجھنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس وقت صرف اسی طور پر سارے ہندوستان میں بہترین انقلاب آسکتا تھا کہ بادشاہ ان مشیروں کے دامِ تزویر سے آزاد ہو جائے اور انہیں مختارِ کل نہ بنائے۔ اپنے پروردگار کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے۔ جب پہلی دفعہ حضرت امام ربانیؒ دربار میں تشریف لے گئے تو صرف آپ کے مقامات پر بحث ہوئی جس سے بادشاہ نے تسلی حاصل کر لی اور جب دوسری دفعہ آپ کو دربار میں بلایا گیا تو بادشاہ کے

Marfat.com

ذہن کو سیاسی الجھن میں ڈالا گیا تھا جو یقیناً بادشاہ کے لئے ناقابلِ برداشت چیز تھی۔

قید سے رہائی کے احکام

اصلاح کا کام جب منظم طور پر ہو رہا ہو تو یقیناً تخت نشین خائف ہوتے ہیں اور درپئے آزار ہو جاتے ہیں۔ حضرت امامِ ربانیؒ کا طریق اصلاح اس طور سے بے غرض اور ریا سے پاک تھا کہ بادشاہ باوجود اپنے جاسوسوں کی رپورٹوں کے کوئی ایسی چیز اخذ نہ کر سکا جس میں سوائے خدا کا نام بلند کرنے اور شریعتِ محمدیؐ کے اجراء، زہد و تقویٰ اور کفر و طغیان سے بیزاری کے اور کچھ نہ مل سکا اور سب سے بڑھ کر یہ چیز کہ جن متوسلین نے جوشِ محبت میں آ کر بادشاہ سے بغاوت کی تھی انہیں حضرت امامِ ربانیؒ نے اس کام سے روک دیا اور وہ بدستور بادشاہ کو بادشاہ کی حیثیت سے دیکھنے لگے۔ اس سے بڑھ کر اخلاص کا امتحان جہانگیر کو کیا چاہئے تھا۔ طبیعت کچھ پلٹی اور حضرت امامِ ربانیؒ کے متعلق سیاسی شکوک رفع ہو گئے اور آپؒ کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے۔

رہائی میں رکاوٹ

ایک سال حضرت امامِ ربانیؒ اس طور حبس میں رہے مگر نور جہان اور آصف الدولہ جن کی وجہ سے سلطنت میں روافض کا اقتدار تھا، ان کے لیے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی رہائی تکلیف دہ تھی۔ جہانگیر کے دل و دماغ پر قابض ہونے کی وجہ سے نور جہاں نے حضرت امامِ ربانیؒ کی رہائی میں ایک اور سال کی تاخیر کر دی۔ اس سال کے دوران میں روحانی طور پر جہانگیر کو راہِ راست پر آنے کی تنبیہہ کی گئی۔ من جملہ ان میں سے ایک یہ ہے

Marfat.com

کہ جہانگیر کی لڑکی ایک رات خواب میں حضور سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ فداہ امی وابی کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپؐ کو حضرت امامِ ربانیؒ کو قید کرنے کی وجہ سے اپنے باپ پر ناراض پایا۔ صبح اس نے یہ خواب اپنے باپ جہانگیر کو سنایا جس سے جہانگیر بہت ہی پریشان ہوا اور اپنے فعل پر نہایت نادم ہوا۔ اس وقت نور جہاں اور آصف الدولہ کی سیاسی چال منظرِ عام پر آئی۔

رہائی

اپنے روحانی کمالات کے عروج کی انتہائی منزلوں پر پہنچنے کے علاوہ حضرت امامِ ربانیؒ اسلامیانِ ہند کی اصلاح کے لیے جس بنیاد کو صحیح کرنا چاہتے تھے وہ بھی بالکل صحیح ہو گئی۔

جہانگیر نے ایک ندامت بھری عرضی اپنے جرم کی معافی چاہنے کی غرض سے حضرت امامِ ربانیؒ کی خدمت میں تحریر کی اور لشکرِ سلطانی میں آپ کے جلوہ افروز ہونے کی تمنا کی۔ ساتھ ہی دربار کے کارپردازوں کو حکم لکھا کہ حضرت امامِ ربانیؒ کو کمال عزت و افتخار کے ساتھ قلعہ سے رہا کیا جائے۔

شرائط

حضرت امامِ ربانیؒ نے اس عرضی کے جواب میں تحریر فرمایا کہ:

" میرا اس قلعہ سے نکلنا چند شرائط پر مبنی ہے۔ بادشاہ کو سجدہ بند کیا جائے ذبیحہ گاؤ سے کسی مسلمان کو روکا نہ جائے۔ کفار نے جہاں جہاں مساجد شہید کی ہیں وہ از سرِ نو تعمیر کرائی جائیں۔ کفار سے بموجبِ شریعت جزیہ لیا جائے۔ خلافِ شرع تمام قوانین منسوخ کر کے شریعتِ محمدیہ کے قوانین جاری کیے جائیں۔ تمام بدعات کے کام بند کیے جائیں۔ تمام

Marfat.com

ہندوستان کے قیدی رہا کیے جائیں۔ دربارِ عام کے سامنے ایک مسجد جامع تعمیر ہو جہاں عام مسلمان نماز ادا کریں۔"

جہانگیر نے یہ تمام شرائط قبول کیں اور آپ قلعہ سے باہر تشریف لائے۔

خطرے کا سدِّ باب

بادشاہ کا راہِ راست پر آجانا تمام ملک کے راہِ راست پر آ جانے کے مترادف ہوتا ہے۔ جہانگیر راہِ راست پر آ تو گیا مگر اس کے اسی طریق پر قائم رہنے میں اشتباہ تھا۔ اس کے سفیر اس سے جُدا نہ ہو سکتے تھے۔ نور جہاں بیوی تھی اور بیوی بھی وہ جس کا بے دام غلام بن چکا تھا۔ دوسری طرف آصف جاہ تھا جو کہ بیوی کا بھائی تھا۔ یہ دونوں رشتے ایسے تھے جو دل کے مکدر کرنے میں مددگار بن سکتے تھے اور اسلامی کام میں رکاوٹ بن سکتے تھے۔ اس چیز کے پیش نظر حضرت امام ربانی رحؒ نے جہانگیر کی معیت اختیار کر لی تاکہ یہ اپنی ذمہ داری جو مسلمان بادشاہ ہونے کی حیثیت سے اس پر عائد ہوتی ہے کما حقہٗ نباہ سکے۔ حضرت امام ربانی رحؒ کے صاحب زادگان کو بھی بلا لیا گیا۔ جہانگیر بھی آپ کا ایسا معتقد ہوا کہ ذمہ داریاں اور فرائض ادا کرنے میں نہ نور جہاں سدِّ راہ بن سکی نہ آصف جاہ کی شیعیت دین کی تر و تبلیغ کو روک سکی۔

اس عرصہ میں لکھے گئے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امامِ ربانی رحؒ کو فوجی حراست میں رکھا گیا لیکن اس حال میں بھی آپ کا مقصود دینِ متین کی تجدید اور احیاء تھا اس کے متعلق آپ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کا حمد اور احسان ہے کہ آپ صحت و عافیت سے ہیں

Marfat.com

اور دور افتادہ دوستوں کے حالات سے غافل نہیں ہیں۔ اس طرف کے فقراء کے احوال حمد کے لائق ہیں کہ عین بلا میں عافیت اور عین تفرقہ میں جمعیت حاصل ہے۔ وہ فرزند و دوست جو ہمراہ ہیں ان کے اوقات بھی جمعیت سے گزر رہے ہیں اور ان کے احوال میں بھی ترقی ہو رہی ہے۔ غرض شکر ان کے حق میں خانقاہِ نا مشخص ہے کہ لشکریوں کی عین تلوینات میں ان کو تمکین حاصل ہے اور عین مختلف گرفتاریوں میں جو اس مقام کو لازم ہیں ایک ہی مطلب کے گرفتار ہیں۔ نہ ان کے ساتھ کسی کا تعلق ہے، نہ ان کو کسی سے واسطہ اس کے علاوہ بے اعتبار اور حبس و قید میں گرفتار ہیں یہ ایک عجیب قسم کی حبس ہے جس کے عوض رہائی کو جَو کے برابر نہیں خریدتے اور عجب قید ہے جس کے عوض خلاصی کو کوڑی کے برابر نہیں لیتے۔"

اگر نظرِ غور سے دیکھا جائے تو یہی زمانہ جہانگیر کی کایا پلٹنے کا زیادہ موجب ہے۔ حضرت امام ربانیؒ کی عملی زندگی آپ کے پند و نصائح اور روحانی کمالات کی روشنی انہی ایام میں جہانگیر کے سامنے آئی اور اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ ہندوستان کو دارالاسلام بنانا میرے فرائض میں داخل ہے۔ لشکر شاہی بھی جو آپ کو حراست میں رکھے رہتا تھا آپ کی صحبت سے اسلامی زندگی کی تاثیر سے خالی نہ رہا اور حضرت امام ربانیؒ کا تکلیفیں جھیلنا اور طرح طرح کے مصائب برداشت کرنا اس مقصد کو پورا کر گیا جس کیلئے آپ کو مجدد الف ثانیؒ کہا جاتا ہے۔ فتنہ اکبری کی روح فنا ہو گئی، کفار کی سربلندی پست ہو گئی، رفض و بدعات کا بے کھٹکے دندنانا رک گیا۔ آج ہندوستان میں اسلامی شان و شوکت کے جو آثار دکھائی دے رہے ہیں یہ حضرتِ امام ربانیؒ مجدد الفِ ثانی ہی کے فیض کی بدولت ہے۔

Marfat.com

جہانگیر کی عقیدت

حضرت امام ربانیؒ کے ساتھ جہانگیر کی جو عقیدت ہو گئی تھی اس کا ذکر کتابوں میں یوں لکھا ہے:-

کشمیر سے آنے جانے دو دفعہ بادشاہ نے حضرت امام ربانیؒ کے لنگر یا باورچی خانہ سے کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ کھانا اگرچہ سادہ تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں نے ایسا لذیذ کھانا آج تک نہیں کھایا۔

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا:

"میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے۔ اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ احمد سرہندیؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہ جائیں گے۔"

Marfat.com

تعلیمات

محبوبانِ خدا کے صحیح حالات ان کی عملی زندگی اور ارشادات ہوا کرتے ہیں اور کشف و کرامات ان حضرات کے روحانی کمالات ہوتے ہیں گو ان کا ذکر ہمارے لئے موجب برکات ہے مگر جس مقصد کے لئے یہ کتاب لکھی جارہی ہے وہ اور ہے۔ ہندوستان کے مسلمان دورِ اکبری میں جس فتنے سے آشنا ہوئے تھے وہی فتنہ آج پھر ابھرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جن الجھنوں میں اس وقت کے مسلمانوں کو الجھایا گیا تھا آج وہی الجھنیں مسلمانانِ ہندوستان کے سامنے کھڑی ہیں۔ اس دور میں بھی حکومت اور اس کے مشیر مسلمانوں کی اسلامی زندگی تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ آج بھی ویسی ہی لوٹ کھسوٹ شروع ہو رہی ہے۔

وہ کون سی چیز ہے جو اس وقت مسلمانوں کے عروج میں سدِ راہ تھی اور آج نہیں؟ کیا اکبر ایسے خیالات رکھنے والے لوگ آج نہیں؟ اور کیا وہ با اقتدار نہیں؟ کیا بیر برا یسے اسلام کے سخت ترین دشمن موجود نہیں؟ کیا فیضی و ابوالفضل ایسے لوگوں کی اس وقت کمی ہے؟ بادشاہ کو سجدہ نہ سہی مگر کیا وہ بت کم ہیں جن کی دن رات پوجا ہو رہی ہے؟ کیا آج مسلمانوں میں بدعات کا رواج نہیں پایا جاتا؟ مسلمان اوہام کے شکار نہیں ہو چکے؟ فسق و فجور کی کمی ہے؟

Marfat.com

کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ کے دلدادہ خال خال نہیں ہو گئے؟ عقائد کی تخریب بین تی روشنی نے کوئی کمی رکھی؟ ایسے تاریک دور میں مسلمانانِ پاک و ہند کے لئے حضرت امام ربانیؒ کا مسلک ہی نئی زندگی بخش سکتا ہے اور انہی کا فیض ہمارے روحانی امراض کو رفع کر سکتا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ کونسا سچا، سیدھا، قریب ترین اور اخلاص سے بھرا ہوا راستہ ہے جس پر حضرت امام ربانیؒ نے مسلمانانِ پاک و ہند کو چلنے کی دعوت دی۔

توحید

چاہیئے کہ پہلے باطل خداؤں کی نفی کر کے معبودِ برحق جل شانہٗ کا اثبات کرے اور جو کچھ چونی و چندی کے داغ سے موسوم ہو اس کو لَا کے نیچے داخل کر کے خدائے بےچون کے ساتھ ایمان لائے۔ سب سے بڑھ کر عبادت کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی نفی و اثبات میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے کہ اگر میرے سوا سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک پلہ میں اور کلمہ شریف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو کلمہ والا پلہ بھاری ہو گا۔ کیوں افضل و راجح نہ ہو جبکہ اس کا ایک کلمہ تمام ماسوائے حق یعنی آسمانوں، زمینوں اور عرش و کرسی و لوح و قلم و عالم و آدم کی نفی کرتا ہے اور اس کا دوسرا کلمہ معبودِ برحق کا اثبات کرتا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ حق تعالیٰ کے ماسوا جو کچھ انفس و آفاق میں ہے سب چونی اور چندی کے داغ سے لتھڑا ہوا ہے۔ پس جو کچھ انفس و آفاق کے آئینوں میں جلوہ گر ہو بطریقِ اولیٰ چند و چون ہو گا جو نفی کے لائق ہے۔

حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللہ

خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (کیا تم ان چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم اپنے ہاتھ سے بناتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا ہے)

ہمارا اپنا تراشا ہوا اور بنایا ہوا خواہ ہاتھ کے ذریعے ہو خواہ عقل و وہم کے ساتھ سب حق تعالیٰ کی مخلوق ہے اور عبادت کے لائق نہیں۔ عبادت کے لائق وہی خدا ہے بے چون و بے چگون ہے جس کے دامنِ ادراک سے ہماری عقل و وہم کا ہاتھ کوتاہ ہے اور ہماری کشف و شہود کی آنکھ اس کی عظمت اور جلال کے مشاہدہ سے خیرہ اور تباہ ہے۔ ایسے خدائے بے چون و بے چگون کے ساتھ غیب کے طریق کے سوا ایمان میسّر نہیں ہوتا کیونکہ ایمان شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں ہے بلکہ اپنی تراشیدہ اور بنائی ہوئی چیز کے ساتھ ہے کہ وہ بھی حق تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ گویا ایمان شہود وغیرہ کے ایمان کو حق تعالیٰ کے ایمان کے ساتھ شریک کرنا ہے بلکہ صرف بغیر ہے
اعاذنا اللہ سبحانہ عن ذالک

(مکتوب ۹ جلد ثانی)

ردِّ شرک

حق تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ بنایا جائے۔ نہ ہی وجوبِ وجود میں اور نہ ہی عبادت کے استحقاق میں۔ جس شخص کے اعمال ریا و سمعہ سے پاک نہ ہوں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور سے اجر طلب کرنے کے فتنہ سے صاف نہ ہوں، اگرچہ وہ طلبِ قول اور ذکرِ جمیل سے ہو وہ شخص دائرۂ شرک سے باہر نہیں ہے اور نہ ہی وہ موحّد و مخلص ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے۔"

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرکِ اصغر سے بچو۔ یاروں نے عرض کیا کہ شرکِ اصغر کیا ہے۔ فرمایا کہ ریا۔ شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہلِ شرک میں سے ہے اور اسلام و کفر کے مجموعۂ احکام پر عمل کرنے والا ہے۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان۔ دکھ، درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے عین شرک و گمراہی ہے اور تراشیدہ اور ناتراشیدہ پتھروں سے حاجتوں کا طلب کرنا واجب الوجود جل شانہ، کا محض کفر و انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض گمراہوں کے حال کی شکایت بیان فرماتا ہے:-

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْآ اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْآ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

(یہ لوگ چاہتے ہیں کہ طاغوت کی طرف اپنا فیصلہ لے جائیں حالانکہ ان کو حکم ہے کہ اس کا انکار کریں لیکن شیطان چاہتا ہے کہ ان کو سخت گمراہ کرے) اکثر عورتیں بکمالِ جہالت کے باعث اس قسم کی ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور ان بے مسمیٰ اسموں سے جلبِ منفعت و دفعِ مصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں اور شرک اور اہلِ شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں۔ خاص کر مرض چیچک کے وقت نیک و بد عورتوں سے یہ بات مشہور و محسوس ہوتی ہے۔ شاید ہی کوئی عورت ہو گی جو اس شرک سے خالی ہو اور شرک کی کسی نہ کسی رسم میں مبتلا نہ ہو مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے) ہندوؤں کے بڑے دن کی تعظیم کرتی اور ان کی مشہور رسموں کو بجا لاتی ہیں اور اپنی

Marfat.com

عید مناتی ہیں اور کافروں اور مشرکوں کی طرح ہدیہ اور تحفہ اپنی بیٹیوں، بہنوں کو بھیجتی ہیں اور اس موسم میں اپنے برتنوں کو رنگ کر کے ان کو سرخ چاولوں سے بھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کا بڑا شان اور اعتبار بناتی ہیں۔ سب شرک اور دینِ اسلام کا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ ط

(ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے بلکہ شرک کرتے ہیں) اور حیوانات کو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبروں پر جا کر ذبح کرتے ہیں۔ روایاتِ فقیہہ میں اس کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جن کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے۔ اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ اس میں بھی شرک کی بُو پائی جاتی ہے۔ نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں۔ کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کی منت و نذر مانیں اور جن کے ذبیحوں سے ملائیں اور جن کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔ اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں اور اکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور ہر روزہ کے افطار کے لئے خاص اہتمام کرتی ہیں اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں اور روزوں کے لئے دنوں کا تعین بھی کرتی ہیں اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موقوف کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان سے حاجتیں طلب کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعے ان کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتی ہیں۔ یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی حاجتوں کا

Marfat.com

طلب کرنا ہے۔ (مکتوب ۴۱ جلد ثالث)

اتباعِ سُنّت

وظائفِ بندگی کو ادا کرنا اور حضرت جل مجدہٗ کی جانب ہمیشہ اور ہر وقت متوجہ رہنا پیدائش انسان کا مقصود ہے۔ یہ بات صرف اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ سنّتِ سیدالاوّلین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہراً و باطناً ہر طرح سے پوری پوری اتباع کی جائے۔ (مکتوب ۴۱ جلد ثالث)

اخروی نجات اور ابدی فلاح سیدالاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اس لیے ایک مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہی درجہ محبوبیت پر فائز ہوتا ہے اور آپ کی متابعت کے ذریعے سے ہی مرتبہ عبدیت پر مشرف ہو سکتا ہے جو تمام مراتبِ کمال سے بالا ہے اور مقامِ محبوبیت کے حصول کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

جو حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں کامل تر ہوتے ہیں، ان کو انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہہ دی گئی۔ اولوالعزم انبیاء مرسلین بھی اتباعِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتے رہے ہیں۔ بلاشبہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی پڑتی۔

آپ کی اتباعِ فضیلت کے باعث ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ اسی سبب سے تمام امتوں میں سب سے زیادہ اور سب سے پہلے

Marfat.com

یہ امت داخلِ جنت ہوگی اور خداوند عالم کی اعلیٰ ترین نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوگی۔

(مکتوب ۲۴۹ جلد اول)

سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل دو قسم کے ہوتے تھے۔ایک بطریق عبادت، دوم بہ سبیلِ عادت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عمل عبادت کے طور پر ہوتے تھے ان کے مخالف عمل کو بدعتِ منکر سمجھتا ہوں اور اس کی ممانعت اور بندش میں بہت زیادہ جدوجہد کرتا ہوں کیونکہ دین میں ایجاد ہی ہے جو مردود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو افعال بہ سبیلِ عرف و عادات ہوتے تھے ان کے مخالف عمل کو بدعتِ منکر نہیں سمجھتا اور نہ ان کی ممانعت اور بندش میں ضرورت سے زیادہ جدوجہد کرتا ہوں کیونکہ یہ عمل دین سے متعلق نہیں۔ان کا وجود عرف کے سبب سے تھا، دین اور ملت کے سبب سے نہیں۔

اور عرف و رواج ایک شہر کا دوسرے شہر کے عرف و رواج سے مختلف ہوا کرتا ہے اور ایک شہر میں بھی زمانوں کے تفاوت سے عرف و عادات میں تفاوت واقع ہو جایا کرتا ہے مگر اس کے باوجود اس قسم کی سنت کی پاسداری اور ان سنتوں پر عمل بھی بہترین نتیجہ پیدا کرتا ہے اور نتیجہ سعادات ہے۔

(مکتوب ۲۳۱ جلد اول)

فرزندا! قیامت کو کام آنے والی چیز اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے صوفیاء کے حال، وجد، علوم، معارف، رموز اور اشارات اگر اس متابعت اور اتباع کے مطابق ہوں تو بہت بہتر ورنہ سراسر خسرِ دین اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ان کی حالت

Marfat.com

علوم و معارف ہیچ ثابت ہوئے۔ صرف ان چند رکعتوں نے کام دیا جو درمیان شب میں پڑھ لیا کرتا تھا۔" لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء راشدین کے نقشِ قدم پر چلنے کو ضروری سمجھو کیونکہ یہ برکت اور سراسر برکت ہے اور شریعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے پوری پوری احتیاط برتو۔ نہ قولاً مخالفت ہو اور نہ عملاً نہ اعتقاداً۔ کیونکہ یہ مخالفت سراسر نحوست اور بربادی ہے۔

(مکتوب ۱۸۵۔ جلد اول)

اس مبارک اور پسندیدہ متابعت کا ایک ذرہ دنیا کی تمام لذتوں اور آخرت کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے اور ہر ایک عظمت کی صرف یہی ایک صورت ہے۔ قیلولہ (دوپہر کو آرام کرنا) جو متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے ہو' ان کروڑوں شب بیداریوں سے افضل ہے جو متابعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہوں۔ عید الفطر کا افطار جس کا شریعت نے حکم دیا ہے ابدالآباد روزے رکھنے سے افضل ہے۔ اہلِ ریاضت بہت کچھ مجاہدے کرتے ہیں لیکن اگر وہ شریعتِ مطہرہ کے مطابق نہ ہوں تو بے کار ہیں اور بے سود۔۔۔ اگر ان اعمال شاقہ پر کوئی اجر مرتب بھی ہوتا ہے تو وہ صرف دنیا وی۔

(مکتوب ۱۱۴۔ جلد اول)

انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور تکلیفات شرعی کا مقصود اور حکمت نفسِ امارہ کی تعجیز و تخریب ہے۔ خواہشاتِ نفسانی کو مٹانے اور دفع کرنے کے لئے احکامِ شرع

Marfat.com

وارد ہوئے ہیں۔ تقاضائے شریعت پر جس قدر عمل کیا جائے اسی قدر خواہشِ نفسانی میں زوال ہوتا ہے لہٰذا خواہشِ نفس کے ازالہ میں کسی ایک حکمِ شرعی پر عمل کرنا ان ہزار سالہ مجاہدوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے جو اپنی رائے سے ہوں بلکہ یہ تمام مجاہدے اور ریاضتیں جو شریعتِ غرا کے بموجب نہ ہوں خواہشِ نفسانی کے لئے مؤید و مقوی ہیں۔

(مکتوب ۵۲۔ جلد اول)

درستئ عقیدہ

حکماء اور اطباء کے نزدیک مسلّم ہے کہ جب تک مریض کا مرض زائل نہ ہوگی غذا مفید نہیں بلکہ مقوی مرض ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے مرض کا ازالہ کرتے ہیں اس کے بعد رفتہ رفتہ مناسب غذا دیتے ہیں۔ اسی طرح جب تک کوئی شخص قلبی امراض میں مبتلا ہے کوئی عبادت یا کوئی اطاعت نفع نہیں دے سکتی بلکہ مضر ہے۔

(مکتوب ۱۰۵۔ جلد اول)

قرآنِ پاک اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب جس طرح علماء اہلِ حق نے عقائد کو سمجھا ہے؛ اسی کے بموجب اپنے عقائد کو صحیح کرنا ہمارے اوپر لازم ہے۔ ہماری اور آپ کی سمجھ درجۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ جب تک ان بزرگوں کی توضیح اور تفسیر کے بموجب نہ ہو ہر بدعتی اور ہر گمراہ اپنے عقائدِ باطلہ کے لئے کتاب اور سنت ہی کی آڑ لیا کرتا ہے حالانکہ قطعاً بے سود اور بے معنی۔ لہٰذا سب سے پہلے عقائد کو صحیح کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد حلال، حرام، فرض، واجب وغیرہ شرعی احکام کا علم پھر اس کے بموجب عمل، اس کے بعد تزکیہ اور تصفیہ کا نمبر ہے۔ جب تک

Marfat.com

عقائد صحیح نہ ہوں احکامِ شریعت کی واقفیت فائدہ مند نہیں اور جب تک یہ دونوں نہ ہوں صفائی قلب ناممکن ہے۔ (مکتوب ۳۵ جلد اول)

ختمِ نبوت

تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ کا دین گزشتہ دینوں کا ناسخ ہے اور آپ کی کتاب تمام گزشتہ کتابوں سے بہتر ہے۔ آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت تک باقی رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کے امتی ہو کر رہیں گے۔ (مکتوب ۶۷۔ جلد ثانی)

شفاعت برحق ہے

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وصالحین کی شفاعت برحق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے اول پیغمبر گناہگار مومنوں کی شفاعت کریں گے پھر صالحین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔" (مکتوب ۶۷۔ جلد ثانی)

فضائلِ صحابہؓ و حُبِ اہلِ بیتؓ

حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو ائمہ بزرگوار ان کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے

Marfat.com

جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو اہل سنت کے رئیس ہیں فرماتے ہیں کہ شیخین رضؓ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ سوائے جاہل یا متعصب کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ (مکتوب ۶۷۔ جلد ثانی)

شیخین رضؓ کی فضیلت اور حسنین رضؓ کی محبت اہلِ سنت والجماعت کی علامتوں میں سے ہے یعنی شیخین رضؓ کی فضیلت جب حسنین رضؓ کی محبت کے ساتھ جمع ہو جائے تو یہ امر اہل سنت والجماعت کے خاصوں میں سے ہے۔ شیخین رضؓ کی فضیلت صحابہ رضؓ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو اکابر ائمہ نے نقل کیا ہے۔

عبدالرزاق نے جو اکابرِ شیعہ میں سے ہے جب انکار کی مجال نہ دیکھی تو بے اختیار شیخین رضؓ کی فضیلت کا قائل ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب حضرت علی رضؓ شیخین رضؓ کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں تو میں بھی حضرتؓ علی کرم اللہ وجہٗ کے ارشاد کے بموجب شیخین رضؓ کو حضرت علی رضؓ پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا۔ یہ بڑا گناہ ہے کہ حضرت علی رضؓ کی محبت کا دعویٰ کروں اور پھر ان کی مخالفت کروں۔ چونکہ حضرت حسنین رضؓ کی خلافت کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان بہت فتنہ اور فساد ہو گیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں کدورت پیدا ہو گئی تھی اور مسلمانوں کے دلوں میں عداوت اور کینہ غالب آگیا تھا اس لئے حسنین رضؓ کی محبت کو بھی اہل سنت والجماعت کی شرائط میں سے شمار کیا گیا تاکہ کوئی جاہل اس سبب سے حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پر بدظنی نہ کرے اور آپؐ کے جانشینوں کے ساتھ بغض و عداوت حاصل نہ کرے۔ پس حضرت

Marfat.com

اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ اہلِ سنت سے خارج ہے - اس کا نام خارجی ہے اور جس نے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا، اور جس قدر کہ مناسب ہے - اس سے زیادہ اس سے وقوع میں آتی ہے - اور محبت میں غلو کرتا ہے ، اور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو سب وطعن کرتا ہے ، اور صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق کے برخلاف چلتا ہے - وہ رافضی ہے - پس حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی محبت میں افراط اور تفریط کے درمیان جن کو روافض اور خوارج (جمع خارجی) نے اختیار کیا ہے ، اہلِ سنت وجماعت متوسط ہیں اور شک نہیں کہ حق وسط میں ہے اور افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں -

چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین نے کہا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؓ ! تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے جس کو یہودیوں نے یہاں تک دشمن سمجھا کہ اس کی ماں پہ بہتان لگایا اور عیسائیوں نے یہاں تک دوست رکھا کہ اس کو اس مرتبہ تک لے گئے جس کے وہ لائق نہیں تھا - یعنی خدا کا بیٹا کہہ دیا -

پس خارجیوں کا حال یہودیوں کے حال کے موافق ہے اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کے مطابق - کہ دونوں حق وسط سے برطرف جا پڑے ہیں - وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہلِ سنت وجماعت کو حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے محبوں سے نہیں جانتا اور حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی محبت کو رافضیوں

Marfat.com

کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی محبت رفض نہیں ہے بلکہ خلفاء ثلاثہ سے تبری اور بیزاری رفض ہے۔ اور اصحاب کرام سے بیزار ہونا مذموم اور ملامت کے لائق ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آلِ محمدؐ کی محبت رفض ہے تو جن و انس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

اہلِ بیت کی محبت کا نہ ہونا، اہلِ سنت کے حق میں کس طرح گمان کیا جاتا ہے۔ جب کہ یہ محبت ان بزرگوں کے نزدیک ایمان کی جزو ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے۔

اہل بیت کی محبت اہلِ سنت و جماعت کا سرمایہ ہے۔ مخالف لوگ اس معنی سے غافل اور ان کی محبت متوسط سے جاہل ہیں۔

تقلید و مناقبِ امام اعظمؒ

بلا تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہبِ حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی مانند نظر آتے ہیں، اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم یعنی بہت سے لوگ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تابعدار ہیں۔ یہ مذہب باوجود بہت سے تابعداروں کے اصول و فروع میں تمام مذہبوں سے الگ ہے اور استنباط میں اس کا طریق علیحدہ ہے۔ اور یہ معنی حقیقت کا پتہ بتاتے ہیں۔ (مکتوب ۵۵ جلد ثانی)

ہم مقلدوں کو حق نہیں کہ ظاہر احادیث پر عمل کرتے ہوئے اشارہ کی جرأت کریں۔ (مکتوب ۳۱۲ جلد اول در مسئلہ رفعِ سبابہ)

Marfat.com

رام اور رحمٰن

خوب سمجھ لو کہ نہ صرف ہمارا اور تمہارا بلکہ ساری ارضی و سماوی کائنات کا رب ایک ایسا خداوند ہے جو سب سے نرالا ہے۔ جہاں توالد و تناسل، کفاءت و تماثل کو کبھی رسائی نہیں ہو سکتی، اور موجوداتِ عالم کا کوئی شعبہ نہ تو اس کے ساتھ کیفیتِ اتحاد پیدا کر سکتا ہے اور نہ اسے اپنے اندر جذب کر سکتا ہے۔

بارگاہِ قدس اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ کائنات کا کوئی فرد شانِ صمدیت کو اپنے وجود میں پنہاں کر لے یا کوئی ہستی بعینہٖ ذاتِ احدیت کا ظہور ذاتی ہو۔ زمان و مکان کے تقیدات سے قطعاً بے نیاز ہے۔ اس لئے کہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں۔ ہستیٔ ازلی کی نہ کوئی ابتدا اور بقائے ابدی کی نہ کوئی انتہا ہے۔ پس پرستش کا حقدار وہی اور صرف وہی ہے۔

ہندو جس رام و کرشن کی پرستش کرتے ہیں یہ تو ماں باپ کے ذریعے پیدا ہوئے ہیں۔ رام جسرت کا بیٹا، لچھمن کا بھائی اور سیتا کا خاوند ہے۔ رام جب سیتا کو بچا نہ سکا تو پھر کسی اور کی کیا امداد کرے گا۔ درحقیقت اس تمام لغزش کی ذمہ دار تقلیدِ محض ہے۔

پس یہ کہنا کہ رام و رحمٰن ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں کسی طرح بھی ٹھیک نہیں۔ ایک شے خود ہی خالق اور خود ہی مخلوق ہے۔ جو جسمی مشابہت سے واحد نہ ہو۔ پھر وہ بے شبہ و بے مثال کس طرح ہو سکے۔ رام و کرشن کی پیدائش تک خدائے قدوس کو کسی نے رام و کرشن نہ کہا۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد ذاتِ احدیت پر رام و کرشن کا اطلاق کیا۔ اس دعویٰ کی روشن دلیل نہیں کہ ان ناموں کے پردے میں خدا تعالیٰ کے عوض رام و کرشن کی پرستش کی جاتی ہے (مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الخ)

Marfat.com

اللہ کے ماسوا جس کی پرستش کرتے ہو یہ تو ایسے نام ہیں جو تم اور تمہارے باپ دادا نے از خود رکھ لئے۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہ فرمائی۔

اللہ کے سچے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام جو قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار میں مبعوث ہوئے، یہ سب خلقت کو عبادتِ خالق کی ہدایت فرماتے رہے۔ انہوں نے لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا۔ اور خود ایک بانیاز بندے کی طرح عظمت وجلال کے نیاز سے لرزہ براندام رہے اور ہندوؤں کے اوتار مخلوقِ خدا کو اپنی پرستش کی ترغیب دلاتے رہے، اور یہ بات اور بھی عجیب ہے کہ پروردگارِ عالم کا وجود تسلیم کر لینے کے باوجود ساتھ ساتھ اس اعتقاد پر بھی قائم ہیں کہ احدیت مطلقہ ہمارے جسم میں نزول فرما کر مقید ہو کر رہ گئی ہے۔ اور ان کی یہ رقیق ذہنی اختراع ان کے استحقاقِ عبادت کا جائز ذریعہ بنی رہی اور اسی بنا پر کہ معبودیت والوہیت کا دائرہ تصرّف محدود نہیں ہے۔ ان کے کردار میں محرمات کو بھی حلّت کا درجہ حاصل ہو گیا۔

اس کے برعکس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن کے کردار ان کے گفتار کا آئینہ دار ہے۔ انہوں نے جس چیز کو اوروں کے لئے ناجائز کہا۔ اس سے وہ خود پوری پابندی سے مجتنب رہے اور ترکیبِ بشریت کو اپنے اور اپنے ماسوا سب لوگوں کے لئے مساویانہ درجہ کی شے قرار دیا۔ (مکتوب ۱۶۷۔ جلد اوّل)

خدا کے دشمنوں سے دوستی کا نتیجہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے:

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَ الْمُنَافِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ۔

... سے جہاد اور ان پر غلظت

Marfat.com

کا حکم فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ان کے ساتھ غلظت خلقِ عظیم میں داخل ہے۔ (کفار کے ساتھ خلقِ عظیم، جیسا کہ ابنائے زمان گمان کرتے ہیں کہ ملاطفت اور شیریں زبانی مروت اور اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے) اہلِ اسلام کی عزت کفر اور اہلِ کفر کی ذلت میں ہے۔ جو شخص کافروں کو عزیز رکھتا ہے اس نے اہلِ اسلام کو ذلیل کیا۔ کفار کو عزیز رکھنا صرف یہی نہیں کہ ان کی تعظیم کرنا، صدر نشین بنانا، بلکہ اپنی مجالس میں جگہ دینا اور ان سے مصاحبت و ہم زبانی بھی اعزاز میں داخل ہے۔ اُنہیں دُور ہی رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی دنیوی غرض ان کے ساتھ مربوط ہو۔ جو ان کے بغیر حاصل نہ ہو سکے۔ تو شیوۂ بے اعتباری کی رعایت رکھتے ہوئے بقدرِ ضرورت ان سے مشغول ہو۔ اور کمال اسلام یہ ہے کہ اس دنیوی غرض کو چھوڑ دیا جائے جو کفار کے ساتھ وابستہ ہو۔

خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی خدا اور اس کے رسول ؐ کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچتی ہے۔ کفار کا کام اسلام اور مسلمانوں کا تمسخر اڑانا ہے اور وہ اس بات کے منتظر ہوتے ہیں، کہ قابو پانے پر مسلمان کو قتل کر ڈالیں یا کافر بنالیں۔ پس اہلِ اسلام کو بھی شرم چاہیئے۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ ط

اہلِ کفار سے جزیہ جو ہندوستان سے اٹھایا گیا ہے۔ یہ صرف اہلِ کفار کے یہاں کے سلاطین کا مقرب ہونے کی وجہ سے ہے۔ جزیہ کا مقصود کفار کی ذلت ہے۔ کہ یہ جزیہ کے خوف سے صاحب تجمل نہ ہوں گے۔ بادشاہ کو کیا حق ہے کہ ان سے جزیہ معاف کرے۔ جو خداوند کریم نے ان کی خواری کے لئے وضع

Marfat.com

چاہئیں۔ اور جب مسلمان اُنہیں اس طرح محسوس کر لیں گے تو لازمی طور پر ان کی مصاحبت سے پرہیز کریں گے۔ کفار سے پوچھ کر ان کی مرضی کے مطابق عمل کرنا ان کی کمال عزّت کرنا ہے۔ جس نے ان کی امداد طلب کی یا ان کے توسط سے دعا چاہی اس نے کیا چاہا۔ جب کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلَالٍ ط

کفار کی دُعا باطل و لاحاصل ہے۔ اس کی قبولیّت کا کیا احتمال ہے۔ ہاں اس طریق سے کفار کی عزّت افزائی ہوتی ہے۔ یہ تو اگر دُعا بھی کریں تو اپنے بتوں کو وسیلہ ٹھہراتے ہیں۔ ایک عزیز نے فرمایا کہ جب تک تم میں سے کوئی دیوانہ نہ ہوگا۔ مسلمانی کو نہ پہنچے گا۔ دیوانہ ہونا اس مقصود میں ہے کہ اسلام کے بقار کی خاطر اپنے نفع و ضرر سے درگذر کیا جائے۔ (مکتوب ۱۶۳ جلد اوّل)

ذبیحہ گاؤ

ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ اسلام کا ایک بہت بڑا شعار ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کفارِ ہند جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں گے۔ مگر گائے ذبح کرانے پر ہرگز ہرگز راضی نہیں ہو سکتے۔ (مکتوب ۸۱۔ جلد اوّل)

حقوق اللہ و حقوق العباد

اگر گناہ اس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ کے حقوق کے ساتھ ہے، جیسے کہ زنا اور شراب پینا۔ اور سرود اور ملاہی کا سُننا اور غیر محرم کی طرف بہ نظرِ شہوت دیکھنا۔ اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ان کی توبہ ندامت و استغفار اور حسرت و افسوس اور

Marfat.com

بارگاہِ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے، اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہوگیا ہو تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے، اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں پر مظالم اور ان کے حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے، کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں اور ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب والا شخص مرگیا ہو تو اس کے لئے استغفار کریں، اور اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں۔ اور اگر اس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال و جنایت کے برابر صاحبِ مال اور اس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو، فقراء و مساکین پر صدقہ خیرات کر دیں۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح و شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ حرام کے ایک پیسے کا پھیر دینا سو پیسوں کے صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک رتی چاندی کا پھیر دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو حج قبول سے افضل ہے۔

بعض علماء ربانی فرماتے ہیں کہ جب تک انسان ان دس چیزوں کو اپنے اوپر فرض نہ کرے کامل ورع حاصل نہیں ہوتی:۔

۱۔ زبان کو غیبت سے بچائے۔

۲۔ بدظنی سے بچائے۔

۳۔ مسخرہ پن یعنی ہنسی ٹھٹھے سے پرہیز کرے۔

۴۔ حرام سے آنکھ بند کرے۔

Marfat.com

۵- سچ بولے۔

۶- ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا احسان جانے تاکہ اس کا نفس مغرور نہ ہو۔

۷- اپنا مال راہِ حق میں خرچ کرے۔ اور راہِ باطل میں خرچ کرنے سے بچے۔

۸- اپنے نفس کے لئے بلندی اور بڑائی طلب نہ کرے۔

۹- نماز کی محافظت کرے۔

۱۰- اہلِ سنّت وجماعت پر استقامت اختیار کرے۔ (مکتوب ۶۶- جلد ثانی)

ولایت کا نشان اتباعِ شریعت ہے

وہ علامت جس سے اس گروہ کا سچا یا جھوٹا جدا ہو سکے، یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو۔ اور اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہو جائے اور ما سوا کی طرف سے دل سرد ہو جائے۔ وہ شخص سچا ہے، اور درجات کے اختلاف کے بموجب اولیاء کے شمار میں ہے۔ مگر یہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے جو اس گروہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور جن کو اس گروہ کے ساتھ مناسبت نہیں وہ محرومِ مطلق ہیں۔ (مکتوب ۹۲ جلد ثانی)

حق تعالیٰ کی طرف پہنچانے کے دو راستے

وہ راہ جو جنابِ قدس جلّ شانہٗ کی طرف لے جانے والے ہیں، دو ہیں۔ ایک وہ راستہ ہے جو قربِ نبوّتؐ سے تعلق رکھتا ہے اور اصل الاصل تک پہنچانے والا ہے۔ اس راستے کے پہنچنے والے بالاصالت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے اصحاب ہیں، اور امتوں میں سے بھی جس کسی کو چاہیں اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔

Marfat.com

مگر یہ لوگ قلیل بلکہ اقل ہیں۔ اس راستہ میں واسطہ اور حیلولہ نہیں۔ ان واصلوں میں سے جو کوئی فیض حاصل کرتا ہے۔ کسی کے واسطہ کے بغیر حاصل کرتا ہے، اور کوئی ایک دوسرے کا حائل نہیں ہوتا۔

دوسرا وہ راستہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتا ہے، تمام قطب اور اوتار اور ابدال و نجیب اور عام اولیاء اللہ سب اسی راستے سے واصل ہوئے ہیں۔ راہِ سلوک اسی راہ سے مراد ہے، بلکہ جذبۂ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے۔ اس راستہ میں واسطہ اور حیلولہ ثابت ہے۔ اس راہ کے واصلوں کے پیشوا اور ان کے گروہ اور ان بزرگوں کے فیض کا سرچشمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ اور یہ عظیم الشان مرتبہ انہی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس مقام میں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک قدم حضرت علی المرتضیٰؓ کے سرِ مبارک پر ہیں اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں اور اس راہ سے جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا ہے، انہی کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس راہ کا آخری نقطہ یہی ہے اور اس مقام کا مرکز انہی سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہٗ کا دورہ تمام ہوا۔ یہ عظیم الشان مرتبہ ترتیب وار حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے سپرد ہوا، اور ان کے بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے ساتھ ترتیب و تفصیل وار قرار پایا، ان بزرگوں کے زمانہ میں اور ایسے ہی ان کے انتقال فرما چکنے کے بعد جس کسی کو فیض و ہدایت پہنچتا رہا انہی بزرگوں کے واسطہ اور حیلولہ سے ہی پہنچتا رہا۔ گو اپنے زمانہ کے اقطاب و نجبا ہی ہوئے ہیں، لیکن سب کا ملجا و ماویٰ یہی بزرگوار

Marfat.com

ہوئے ہیں۔ کیونکہ اطراف کو مرکز کے ساتھ ملحق ہونے سے چارہ نہیں۔ حتیٰ کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی نوبت آپہنچی، اور منصب مذکور اس بزرگ قدس سرہٗ کے سپرد ہوا۔ مذکورہ بالا اماموں اور حضرت شیخ قدس سرہٗ کے درمیان کوئی شخص اس مرکز پر مشہود نہیں ہوتا۔ اس راستہ میں تمام اقطاب و نجباء کو فیوض و برکات کا پہنچنا شیخ قدس سرہٗ ہی کے وسیلہ شریف سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز شیخ قدس سرہٗ کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ (مکتوب ۱۲۳۔ جلد ثالث)

باطن کی صفائی بھی ضروری ہے

غرض ظاہر کو احکامِ شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے۔ کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکامِ شرعی سے آراستہ ہونا مشکل ہے۔ علماء فتویٰ دیتے ہیں۔ اور اہل اللہ باطن کا کام کرتے ہیں۔ باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے۔ اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہری کی پرواہ نہ کرے، وہ ملحد ہے۔ اور اس کا وہ باطنی احوال استدراج ہیں۔ باطنی حالات کے درست ہونے کی علامت ظاہر کو احکامِ شرعیہ سے آراستہ کرنا ہے۔ استقامت کا طریق یہی ہے۔

(مکتوب ۷۰۔ جلد ثانی)

اتباعِ شریعت ہی کرامت ہے

جب خوارق کا ظاہر ہونا ولایت میں شرط نہیں۔ ولی اور غیرولی میں امتیاز کس طرح ہوگا اور محق مبطل سے کس طرح جدا ہوگا۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ گو متمیز نہ ہو اور گو حق بجانب اور مبطل ملا جلا رہے۔ حق و باطل کا ملا جلا رہنا

Marfat.com

اس دُنیا میں لازم ہے۔ اور ولی کی ولایت کا علم کچھ ضروری نہیں۔ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ ان کو خود اپنی ولایت کا علم نہیں پس دوسرے کو ان کی ولایت کا علم کس طرح ضروری ہو سکتا ہے۔ نبی میں خوارق کا ظہور ضروری ہے۔ تاکہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز ہو جائے۔ کیونکہ نبی کی نبوت کا علم واجب ہے۔ اور ولی چونکہ لوگوں کو اپنے نبی کی شریعت کی دعوت دیتا ہے۔ نبی کا معجزہ اس کے لئے کافی ہے۔ اگر ولی اپنے نبی کی شریعت کے سوا کی دعوت دیتا۔ تو اس کے لئے خارق کا ہونا ضروری تھا۔ چونکہ اس کی دعوت اپنے نبی کی شریعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس لئے خارق کی کچھ ضرورت نہیں۔ علماء ظاہر شریعت کی دعوت دیتے ہیں اور اولیاء ظاہر شریعت اور باطن شریعت کی بھی۔ وہ پہلے مریدوں اور طالبانِ خدا کو توبہ و انابت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور احکام شریعت کی بجا آوری کی ترغیب دیتے ہیں۔ پھر ذکرِ حق سبحانہٗ کی راہ دکھاتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ اپنے تمام اوقات کو ذکر حق سبحانہٗ سے ایسا معمور رکھے کہ ذکر غلبہ پائے اور مذکور کے سوا کسی چیز کو دل میں نہ رہنے دے۔ یہاں تک کہ مذکور کے سوا عام شے سے ایسی فراموشی حاصل ہو جائے۔ کہ اگر تکلف سے اشیاء کو یاد کرے تو یاد نہ آئیں۔ یقینی امر ہے کہ ولی کے لئے اس دعوت کے واسطے کہ جس کا تعلق ظاہر شریعت اور باطن شریعت سے ہے خوارق کی ضرورت نہیں۔ پیری و مریدی سے مراد یہی دعوت ہے جو خارق سے سروکار اور کرامت سے تعلق نہیں رکھتی۔ باوجود اس کے ہم کہتے ہیں کہ مرید رشید اور طالبِ مستعد

Marfat.com

سلوک کے طریق میں ہر گھڑی اپنے پیر کے خوارق و کرامات کا احساس کرتا ہے۔ اور معاملہ غیبی میں ہر وقت اس سے مدد مانگتا رہتا ہے اور دوسروں کے لئے ظہورِ خوارق ضروری نہیں۔ مگر مریدوں کے لئے خوارق پر خوارق اور کرامات پر کرامات ہیں۔ مرید اپنے پیر کے خوارق کا احساس کس طرح نہ کرے کہ پیر نے مرید کے مردہ دل کو زندہ کیا ہے اور مشاہدہ و مکاشفہ تک پہنچا دیا ہے۔ عوام کے نزدیک ایک مردہ جسم کا زندہ کرنا بڑی بات ہے اور خواص کے نزدیک قلب و روح کا زندہ کرنا بڑی قاطع دلیل ہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ چونکہ مردہ جسم کا زندہ کرنا اکثر لوگوں کے نزدیک بڑا اچھا کام سمجھا جاتا تھا۔ اہل اللہ ایسے زندہ کرنے سے مُنہ پھیر کر روح کے زندہ کرنے میں مشغول ہو گئے ہیں اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف متوجّہ ہو گئے ہیں۔ حقیقت میں مُردہ جسم کا زندہ کرنا قلب کے زندہ کرنے کے مقابلے میں اس چیز کی مثل ہے جو راستے میں پھینک دی گئی ہو۔ کیونکہ جسم کا زندہ کرنا چند روزہ ہی زندگی کا سبب ہے۔ اور قلب کا زندہ کرنا ہمیشہ کی زندگی کا وسیلہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اہل اللہ کا وجود حقیقت میں کرامات میں سے ایک کرامت ہے اور لوگوں کو حق سبحانہٗ کی طرف ان کی دعوت حق تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ اور مردہ دلوں کا زندہ کرنا بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اہل اللہ زمین والوں کے لیئے امان اور زمانہ کے لئے غنیمت ہیں۔ ان کی شان میں

Marfat.com

ہے کہ ان کے طفیل سے لوگوں کے لئے بارش ہوتی ہے۔ اور ان ہی کے طفیل سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ ان کا کلام دوا ہے۔ اور ان کی نظر شفا ہے۔ وہ اللہ کے ہم نشین ہیں۔ اور وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بدبخت نہیں رہتا۔ اور ان کا محب زیاں کار نہیں ہوتا۔ وہ علامت کہ جس سے اس گروہ کا محق مبطل سے ممتاز ہو جائے۔ یہ ہے کہ اگر ایسا شخص ہو جو شریعت پر ثابت قدم ہو اور اس کی صحبت میں دل کو حق سبحانہٗ کی طرف رغبت و توجہ پیدا ہوتی ہو اور ماسوائے حق سے بے توجہی مفہوم ہوتی ہو۔ وہ شخص حق بجانب ہے، اور حسبِ تفاوت درجاتِ اولیاء کے شمار میں ہے۔ یہ علامتِ امتیاز بھی مناسبت والوں کے لئے ہے۔ جو شخص محض بے مناسبت ہو، وہ بالکل محروم ہے۔ (مکتوب ۹۲ ۔ جلد ثانی)

ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ

مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں سے جس بزرگ نے شطحیات زبان سے نکالی ہیں۔ اور ظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہی ہیں وہ سب کفرِ طریقت کے مقام میں ہوا ہے۔ جو مستی و بے تمیزی کا مقام ہے۔ جو بزرگ کہ اسلام کی حقیقت کی دولت سے مشرف ہوئے ہیں وہ اس قسم کی باتوں سے پاک و بری ہیں۔ اور ظاہر و باطن میں پیغمبروں کا اقتدار کرتے ہیں۔ اور ان کے تابع ہیں۔ علیہم الصلوٰت والتسلیمات۔ پس جو شخص شطحیات بولتا ہے اور سب سے مقام صلح میں ہے۔ اور سب کو راہِ راست پر سمجھتا ہے۔ اور خالق و مخلوق میں تمیز ثابت نہیں کرتا اور دوئی کے وجود

Marfat.com

کا قائل نہیں - اگر ایسا شخص مقامِ جمع میں پہنچا ہوا ہے - اور کفرِ طریقت سے متصف ہو گیا ہے اور ماسوا کو بھول گیا ہے تو مقبول ہے - اور اگر اس کی باتیں مستی سے پیدا ہوئی ہیں اور ظاہر معنی سے مصروف ہیں - اور اگر اس حال کے حاصل ہونے کے بغیر اور درجۂ اولیٰ پر پہنچنے کے بغیر ایسی شطحیات زبان پر لاتا ہے اور سب کو حق پر اور راہِ راست پر جانتا ہے اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا تو وہ بے دین اور ملحدوں سے ہے - جس کا مقصود شریعت کا ابطال ہے - اور اس کا مطلوب دعوتِ انبیاءؑ کا اُٹھا دینا ہے - جو جہانوں کے لئے رحمت ہے - علیہم الصلوات والتحیات، پس یہ کلمات محق سے بھی صادر ہوتے ہیں اور مبطل سے بھی - محق کے لئے آبِ حیات ہیں اور مبطل کے لئے زہرِ قاتل - مثل آبِ نیل کے جو بنی اسرائیل کے لئے خوش گوار اور قبطی کے لئے خونِ ناگوار تھا - یہ قدموں کے لغزش کی جگہ ہے - مسلمانوں کی جماعتِ کثیرہ اکابر اربابِ سکر کی باتوں کی تقلید سے سیدھے راستے سے منحرف ہو کر گمراہی اور زیاں کاری کے کوچوں کے پیچھے گری ہوئی ہے اور اپنے دین کو برباد کرتی ہے - اُنہیں یہ معلوم نہیں کہ ایسی باتوں کا قبول کرنا شرطوں کے ساتھ مشروط ہے جو اربابِ سکر میں موجود اور ان میں مفقود ہے - ان شرطوں میں سے بڑی شرط ماسوائے حق سبحانہٗ کی فراموشی ہے - جو اس قبول کی دہلیز ہے - اور محق و مبطل میں امتیاز کی علامت شریعت پر استقامت اور عدمِ استقامت ہے - جو محق ہے وہ باوجود مستی اور بے تمیزی کے بال برابر خلافِ شریعت

کا مرتکب نہ ہوگا۔ منصور باوجود انا الحق کہنے کے ہر رات قید خانہ میں بھاری زنجیر کے ساتھ پانسو رکعت نماز ادا کرتا تھا، اور ظالموں کے ہاتھ سے جو کھانا اسے ملتا تھا۔ اگرچہ وجہِ حلال سے تھا مگر وہ نہ کھاتا تھا۔ اور جو شخص مبطل ہے، احکامِ شرعیہ کی بجا آوری اس پر کوہِ قاف کی طرح گراں ہے۔ آیۂ کریمہ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ (دشوار ہے مشرکوں پر وہ کہ جس کی طرف تو ان کو بلاتا ہے) ان کے حال پر صادق آتی ہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّھَیِّیئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (جلد ثانی مکتوب ۹۵)

پیر کی ایذا کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے زیادہ ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول علیہ وآلہ الصلوات والتسلیمات کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ سب کے پیرِ حقیقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگرچہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر ولادتِ معنوی پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔ ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور ولادتِ معنوی کی زندگی ابدی ہے۔ پیر ہے جو مرید کی نجاساتِ معنویہ کو اپنے قلب و روح سے صاف کرتا ہے، اور اس کے معدہ کو پاک کرتا ہے۔ ان توجہات میں جو بعض طالبوں کی نسبت وقوع میں آتی ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ ان کی باطنی نجاستوں کے پاک کرنے میں

Marfat.com

صاحبِ توجہ کو بھی کچھ آلودگی پہنچتی ہے۔ اور کچھ دیر تک مکدّر رکھتی ہے پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے خدائے عزّ و جل تک پہنچتے ہیں۔ جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ پیر ہے کہ جس کے وسیلہ سے نفسِ امّارہ جو بذاتِ خود خبیث ہے پاک ہو جاتا ہے، اور امّارگی سے اطمینان تک پہنچتا ہے۔ اور کفرِ ذاتی سے اسلامِ حقیقی میں آجاتا ہے۔ مصرعہ

گر بگویم شرحِ ایں بے حد شود

بس اپنی سعادت کو پیر کے قبول کرنے میں جاننا چاہئیے، اور اپنی بدبختی کو پیر کے ردّ کرنے میں۔ العیاذ باللہ۔ حق سبحانہٗ کی رضا کو پیر کی رضا کے پردے کے پیچھے رکھا ہے۔ جب تک مرید اپنے تئیں اپنے پیر کی پسندیدہ چیزوں میں گم نہ کرے۔ حق سبحانہٗ کی مرضیات میں نہیں پہنچتا۔ مرید کی آفت پیر کی ایذا میں ہے۔ اس کے سوا جو لغزش ہو اس کا علاج ممکن ہے۔ لیکن ایذائے پیر کا علاج کسی چیز سے نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مرید کے لئے آزارِ پیر بدبختی کی جڑ ہے۔ العیاذ باللہ۔ اعتقاداتِ اسلامیہ میں خلل اور احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں سستی آزارِ پیر کے نتائج و ثمرات میں سے ہے۔ احوال و مواجید کہ جن کا تعلق باطن سے ہے، ان میں جس قدر خلل اور سستی واقع ہوتی ہے اُسے کیا ذکر کروں۔ اگر باوجود آزارِ پیر کے احوال میں کچھ اثر باقی رہے اسے استدراج سمجھنا چاہئیے۔ کیونکہ انجام خراب ہوگا اور سوائے

Marfat.com

ضرر کے اور نتیجہ نہ ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

(رسالہ مبداء و معاد)

بیعت کا مقصد

نور محمد انبالوی کو تحریر فرماتے ہیں کہ آپ نے جو دریافت کیا ہے، کہ اگر کوئی طالب اپنے پیر کی زندگی میں دوسرے شیخ کے پاس جائے اور طلبِ خدا کرے۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ سو معلوم رہے کہ مقصود حق سبحانہٗ ہے اور پیر وصول الی اللہ کا وسیلہ ہے۔ اگر طالب اپنا رُشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے۔ تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں بغیر اجازت کے اس کے پاس جائے اور اس سے طلبِ رُشد کرے۔ لیکن اُسے چاہئے کہ پہلے پیر سے انکار نہ کرے اور اسے بجز نیکی یاد نہ کرے۔ خصوصاً آج کل کی پیری مُریدی جو صرف رسم و عادت رہ گئی ہے۔ اگر اس وقت کے پیر جو اپنے آپ سے بے خبر ہیں اور ایمان و کفر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ وحدہٗ جلِّ شانہٗ کی کیا خبر دیں گے۔ اور مرید کو کون سی راہ دکھلائیں گے ؎

آگہ از خویشتن چو نیست جنیں
کے خبر دارد از چناں و چنیں

افسوس اس مُرید پر ہے جو اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ رہے۔ اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور خدا جل شانہٗ کا راستہ معلوم نہ کرے۔ یہ خطرات شیطانی ہیں۔ جو پیر ناقص کی حیات کے سبب سے

Marfat.com

طالبِ حق سبحانہٗ سے روکتے ہیں۔ اُسے چاہیئے کہ جس جگہ رُشد و جمعیتِ دل پائے۔ بغیر توقف کے رجوع کرے اور وساوسِ شیطانی سے پناہ ڈھونڈے۔

(مکتوب ۱۶۳۔ جلد ثانی)

دنیوی کاروبار بھی ذکرِ الٰہی ہیں

جاننا چاہیئے کہ ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے۔ جس طرح کہ ہوسکے نہ یہ کہ ذکر کلمہ نفی و اثبات کے تکرار یا اسمِ ذات کے تکرار میں منحصر ہے۔ جیساکہ گمان کیا جاتا ہے کہ پس اوامرِ شرعیہ کی بجا آوری اور نواہی شرعیہ سے باز رہنا سب ذکر میں داخل ہے۔ خرید و فروخت حدودِ شرعیہ کی رعایت کے ساتھ ذکر ہے۔ اسی طرح نکاح وطلاق اسی رعایت کے ساتھ ذکر ہے۔ کیونکہ رعایتِ مذکورہ کے ساتھ ان کاموں کے کرنے کے امر کرنے والا اور منع کرنے والا (اللہ جلّ شانہٗ) ان کے کرنے والے کے مدِّ نظر ہوتا ہے۔ پس غفلت کی گنجائش نہیں۔ لیکن وہ ذکر جو مذکور (یعنی حق سبحانہٗ) کے اسم و صفت کے ساتھ واقع ہو جلدی اثر کرنے والا اور مذکور کی محبّت بخشنے والا اور مذکور تک جلدی پہنچانے والا ہے۔ بخلاف اس ذکر کے جو اوامر کی بجاآوری اور نواہی سے باز رہنے کے ساتھ واقع ہو۔ وہ ان اوصاف سے چنداں بہرہ ور نہیں۔ اگرچہ بعضے افراد میں کہ جن کا ذکر اوامر کی بجاآوری اور نہی سے باز رہنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ اوصاف کمی کے طور پہ پائے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقش بند قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نقش بند قدس سرہٗ علم کی راہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچے ہیں۔ اور نیز وہ ذکر جو اسم

Marfat.com

اور صفت کے ساتھ واقع ہو وسیلہ ہے اس ذکر کا جو حدود شرعیہ کی رعایت کے ساتھ حاصل ہو، کیونکہ سب کاموں میں احکام شرعیہ کی رعایت کرنی صاحب شرع کی محبت کے بغیر میسر نہیں۔ اور یہ کامل محبت اللہ تعالیٰ کے اسم وصفت کے ذکر سے وابستہ ہے۔ لیکن پہلے وہ ذکر کرنا چاہیئے تاکہ اس ذکر کی دولت سے مشرف ہو جائے۔ (مکتوب ۴۶ جلد ثانی)

خلافِ شرع کشف

جاننا چاہیئے کہ صوفیوں کے اعتقادات آخر کار یعنی منازلِ سلوک کے پورا ہونے اور ولایت کے درجوں کی نہایت کو پہنچنے کے بعد وہی ہیں جو علمائے اہلِ حق کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علماء کو نقل یا استدلال سے حاصل ہوئے ہیں، اور صوفیوں کو کشف یا الہام سے۔ اگرچہ صوفیہ میں سے بعض کو اثنائے راہ میں سکر و غلبۂ حال کے سبب سے ان اعتقادات کے خلاف امور ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اس کو ان مقامات سے گزار کر نہایت کار کو پہنچا دیں تو وہ امور نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔ ورنہ وہ اسی مخالفت پر باقی رہتے ہیں پس سالک کو چاہیئے کہ حقیقتِ کار پر پہنچنے سے پہلے باوجود اپنے کشف والہام کی مخالفت کے علمائے اہلِ حق کی تقلید کو لازم جانے اور علماء کو حق بجانب اور اپنے تئیں خطا کرنے والا خیال کرے۔ کیونکہ علماء کی دلیل انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید ہے جو قطعی وحی کے ساتھ مؤید اور خطا اور غلط سے معصوم ہیں۔ اور سالک کا کشف والہام جو وحی کے ساتھ ثابت شدہ احکام کا مخالف ہو، خطا اور غلط ہے۔ پس اپنے کشف کو علماء کے قول پر مقدم رکھنا حقیقت

Marfat.com

میں احکامِ قطعیہ منزّلہ پر مقدم رکھنا ہے اور یہ عین گمراہی اور محض خسارہ ہے، اور نیز جس طرح کتاب و سنّت کے بموجب اعتقاد ضروری ہے، اسی طرح ان کے مقتضا پر عمل کرنا اس طریق پر کہ مجتہدین نے کتاب و سنّت سے استنباط کیا ہے اور ان سے احکام نکالے ہیں یعنی حلال و حرام و فرض و واجب و سنّت و مستحب و مکروہ و مشتبہ اور ان احکام کا جاننا بھی ضروری ہے۔ مقلّد کے لئے جائز نہیں۔ کہ مجتہد کی رائے کے خلاف کتاب و سنّت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے۔ اسے چاہیئے، کہ عمل میں اس مجتہد کے مذہب سے کہ جس کا یہ مقلّد ہے۔ قول مختار کو اختیار کرے اور رخصت سے بچ کر عزیمت پر عمل کرے۔ (مبدا و معاد)

پیر کا ادب

اور اگر خدا جلّ شانہٗ کی عنایت سے کسی طالب کو اس طرح کے پیر کامل کی طرف رہنمائی کر دیں تو چاہیئے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے تئیں بالکلیہ اس کے حوالے کر دے اور اپنی سعادت کو اس کی مرضیات میں جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف سمجھے۔ حاصل کلام یہ کہ اپنی نفسانی خواہش کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔ حدیث نبوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں ہے کہ تم میں سے کوئی ایمان نہیں لاتا۔ یہاں تک کہ اس کی نفسانی خواہش میرے دین و شریعت کے تابع ہو، اور جان لے کہ آدابِ صحبت کی رعایت اس راہ کی ضروریات سے ہے تاکہ فائدہ اٹھانے اور فائدہ پہنچانے کا راستہ کھل جائے، اور بغیر ان کی

Marfat.com

محبت کے کوئی نتیجہ نہیں، اور نہ مجلس کا کوئی ثمرہ ہے۔ آداب و شرائط سے بعضے بیان کئے جاتے ہیں۔ گوش و ہوش سے سُننے چاہئیں۔

جان لے کہ طالب کو چاہیئے کہ اپنے دل کی توجہ تمام طرفوں سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کرے اور باوجود پیر کے اس کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہووے، اور اس کے حضور میں سوائے نماز فرض و سنّت کے نہ پڑھے۔ اور جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا پیر کے سایہ پر پڑے اور پیر کے مصلّیٰ پر پاؤں نہ رکھے۔ اور اس کے وضو کی جگہ میں وضو نہ کرے اور اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے پانی نہ پیئے اور کھانا نہ کھائے۔ اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے۔ بلکہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور پیر کی غیر حاضری میں جس طرف کہ وہ ہو اس طرف پاؤں دراز نہ کرے اور لعابِ دہن اس جگہ نہ پھینکے اور جو کچھ پیر سے صادر ہو اسے درست سمجھے۔ خواہ ظاہر میں درست معلوم نہ دے۔ پیر جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور باذنِ الٰہی کرتا ہے۔ اس صورت میں اعتراض کی گنجائش نہیں۔ اگر بعض صورتوں میں اس کے الہام میں خطا واقع ہو جائے تو یہ الہامی خطا مثل خطا اجتہادی کے ہے اس پر ملامت و اعتراض کرنا جائز نہیں، اور نیز چونکہ مرید کو پیر سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ محبّ کی نظر میں محبوب سے جو کچھ صادر ہوتا ہے۔ محبوب معلوم ہوتا ہے۔ پس اعتراض کی گنجائش نہیں اور کلّی و جزئی امور کھانے پینے اور سونے اور طاعت کرنے میں پیر کی پیروی کرے۔ پیر کی طرز پر نماز کو ادا کرنا

Marfat.com

چاہیئے۔ اور فقہ کو اس کے عمل سے سیکھنا چاہیئے۔

پیر کی حرکات و سکنات میں کسی اعتراض کو دخل نہ دے۔ خواہ وہ اعتراض رائی کے دانے کی مقدار ہو۔ کیونکہ اعتراض کا نتیجہ سوائے محرومی کے نہیں ہے۔ اور تمام مخلوقات میں سب سے بدبخت اس طائفہ عالیہ کا عیب بین ہے۔ حق سبحانہٗ ہم کو اس بڑی بلا سے نجات دے اور اپنے پیر سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے۔ اگرچہ وہ طلب بطریق خطرہ و وسوسہ دل میں آئے۔ کیا تو نے کبھی سنا ہے کہ مومن نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب کیا ہو۔ کفار و منکر ہی معجزے کے طالب ہوا کرتے ہیں۔

اگر دل میں شبہ پیدا ہو تو بغیر توقف کے عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے اور کوئی نقصان پیر کی طرف عائد نہ کرے، اور جو واقعہ پیش آئے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ اور واقعات کی تعبیر اسی سے طلب کرے۔ اور جو تعبیر کہ طالب پر ظاہر ہو اسے بھی عرض کر دے۔ اور صواب و خطا کو اس سے دریافت کرے اور اپنے مکاشفات پر ہرگز اعتماد نہ کرے۔ کیونکہ اس دنیا میں حق و باطل اور صواب و خطا ملے جلے ہیں اور بغیر ضرورت اور اذن کے پیر سے جدا نہ ہووے۔ کیونکہ غیر کو اس پر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے۔ اور اپنی آواز کو اس کی آواز پر بلند نہ کرے اور بلند آواز سے اس سے بات نہ کرے کیونکہ یہ بے ادبی ہے اور جو فیوض و فتوحات حاصل ہوں ان کو پیر کی وساطت سے تصوّر کرے، اور اگر واقعہ میں دیکھے کہ کوئی فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی پیر ہی سے سمجھے اور جان لے

Marfat.com

کہ چونکہ پیر کمالات و فیوض کا جامع ہے۔ وہ خاص فیض پیر سے مرید کی خاص استعداد کے مناسب مشائخ میں سے ایک شیخ کے کمال کے موافق کہ جس سے ظاہر افاضہ ظہور میں آیا ہے۔ مرید کو پہنچا ہے۔ اور پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ جو اس فیض سے مناسبت رکھتا ہے۔ اس شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ لیکن مرید نے بسبب ابتلا کے۔ اس لطیفہ کو دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور فیض کو اس کی طرف سے سمجھا ہے۔ یہ بڑی غلطی کھانے کی جگہ ہے۔ حق سبحانہٗ قدم کی لغزش سے بچائے۔ اور پیر کے اعتقاد و محبت پر قائم رکھے۔ بحرمتِ سید البشر علیہ و آلہ وسلّم۔ حاصل کلام! بطریق کلّۂ ادب مثل مشہور ہے۔ کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ اور اگر مرید آداب میں سے بعض کی رعایت میں اپنے تئیں کوتاہ جانے اور اسے کما حقہٗ ادا نہ کرے۔ اگر کوشش سے بھی اسے پورا نہ کر سکے۔ تو معاف ہے لیکن کوتاہی کا اقرار ضروری ہے۔ اگر بناہ بخدا آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے تئیں کوتاہ بھی نہ جانے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم ہے۔

(مکتوب ۲۹۲۔ جلد اوّل)

ردِّ فلاسفہ

ایک روز ابو الفضل نے فلاسفہ اور فلسفہ کی ایسی تعریف کرنی شروع کی جس سے علماءِ اسلام کی توہین پائی جاتی تھی۔ حضرت امام ربّانی نے جوشِ اسلام میں آکر فرمایا کہ:

"امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن علوم کے فلاسفہ

Marfat.com

اپنے تئیں واضح بتلاتے ہیں۔ وہ دراصل علوم انبیاء سے مسروقہ ہیں اور جو علوم انہوں نے مثل ریاضی وغیرہ ایجاد کئے ہیں وہ دین میں مفید نہیں۔"

اس بات سے ابوالفضل سخت متحیر ہوا اور کہنے لگا کہ غزالیؒ نے نامعقول کہا ہے۔ حضرت اس بات سے بہت خفا ہوئے اور فرمایا، کہ اگر اہلِ علم کا شوق ہے تو یہ باتیں منہ سے مت نکالا کرو۔ اور اسی وقت وہاں سے مراجعت فرمائی پھر چند روز تشریف نہ لے گئے۔ جب دو تین دن کے بعد اس نے کمال معذرت کی تب پھر جانا شروع کیا۔

فاسق بادشاہ کی گواہی

ایک دفعہ عید الفطر کے روز حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانیؒ ابوالفضل کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس سال عید کا چاند انتیس کا ہوا تھا، لیکن بباعث کدورتِ آسمان سوائے بادشاہ کے اور کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ مگر سلطان کی رویت پر سب نے عید کرلی تھی۔ مگر حضرت نے عید نہیں کی تھی۔ ابوالفضل نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ چہرۂ مبارک پر روزے کے نشان پائے جاتے ہیں۔ کیا روزہ ہے؟ حضرت نے جواب دیا کہ ہاں، میرا تو روزہ ہے۔ ابوالفضل نے کہا کہ تمام جہان میں عید اور آپ کا روزہ! اس کا کیا سبب؟ حضرت نے فرمایا کہ تعجب ہے سوائے بادشاہ کے اور کسی کو چاند دکھائی نہ دے۔ اس معاملہ میں دو تین آدمیوں کی گواہی کا بھی اعتبار نہیں۔ جب تک جمِّ غفیر آکر شہادت نہ دے۔ اور دوسرے یہ کہ گواہی سلطان تو بالکل ناقابلِ اعتبار ہے کہ دین سے منحرف ہے۔ ابوالفضل نے کہا یہ باتیں جانے دیجیے اور روزہ افطار کیجیے۔ یہ کہہ کر پانی منگوایا۔ اور چونکہ دعویٰ اخلاص تھا۔ خود

Marfat.com

کٹورہ لے کر حضرت کے دہنِ مبارک سے لگا دیا۔ حضرت نے کٹورہ پر ایسا ہاتھ مارا کہ تمام پانی گر پڑا۔ یہ بات اس کو ناگوار گزری۔ مگر کچھ ظاہر نہ کیا، کہ اتنے میں ایک گروہ نے آکر چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ یہ سُن کر آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور خود پانی لے کر روزہ افطار کیا۔

کمالِ تقویٰ

ایک مرتبہ حضرت امام ربّانی رضی اللہ عنہٗ بادشاہ کے ہمراہ تھے اور لشکرِ سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا۔ حضرت نے جمیعِ تابعین سے منع کر دیا۔ کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پیئے کہ ہندوؤں کا معبد ہے۔ وہاں سے دور ایک کنواں تھا۔ وہاں سے پانی منگایا۔ اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام ربّانیؒ کسی جگہ تشریف لے گئے۔ وہاں کنواں پانی عمدہ کا نہ تھا۔ کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی کہ وہاں سے تین چار کوس پر تھا، آپ کے استعمال کے واسطے منگایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا۔ فرمایا کہ جمنا کا پانی پینے میں اس کی تعظیم پائی جاتی ہے۔ اس سے فقط استنجا کریں۔

ادبِ قرآن

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن مجید پڑھتا تھا۔ حضرت نے خیال کیا تو اپنے نیچے فرش زیادہ پایا۔ جیسا کہ صدر نشین کے نیچے ہوتا ہے۔ فی الفور زیادہ فرش اپنے نیچے سے نکال دیا، اور اس حافظ کے ہم فرش ہو گئے۔ خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ رفعِ حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نقطہ لگا ہے۔ دل میں خیال گزرا کہ یہ نقطہ اسبابِ کتابت حروفِ قرآنی سے ہے۔ مع اس کے اس جگہ

Marfat.com

بیٹھنا خلافِ ادب ہے۔ یہ سوچ کر فی الفور باہر نکل آئے اور ہاتھ دھو کر پھر استنجا کو تشریف لے گئے۔

رعایتِ مستحب

ایک روز حضرت امام ربانیؒ نے خادم سے فرمایا کہ فلاں جگہ لونگ رکھی ہیں ان میں سے تھوڑی سی لے آؤ۔ خادم نے چھ دانے لاکر سامنے رکھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے صوفی کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں کہ اَللّٰہُ وِتْرٌ یُّحِبُّ الْوِتْرَ۔ پھر فرمایا کہ رعایتِ وتر مستحبات سے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھ کہ کچھ نہیں دیا

Marfat.com

مجدد کسے کہتے ہیں

مجدد اپنے رسول کا نمونہ ہوتا ہے اور عملی طور پر نمونہ بن کر اسی سیڑھی پر چڑھ کر جہان کو دکھاتا ہے۔ جس پر اس کا رسول چڑھا تھا۔ اور اس کی کمال تابعداری کر کے متصف باوصاف کمال ہو کر مخلوقات کے واسطے ہدایت کا نمونہ قائم کرتا ہے۔ تفسیر رؤفی میں زیر آیہ کریمہ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ تحریر کیا ہے۔ ترجمہ تحقیق عطا کی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توراۃ) اور پیچھے لائے ہم موسیٰ علیہ السلام کے کئی پیغمبر۔ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ عیسیٰ علیہ السلام تک چار ہزار پیغمبر کم و بیش پیدا ہوئے کہ عمل ان کا توریت پر تھا مثل یوشعؑ، شمعونؑ، ایوبؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ الیاسؑ ذکریاؑ اور یحییٰ علیہم السلام کے اور یہ سب شریعت موسوی پر تھے مقصود ان کے بھیجنے سے جاری کرنا اس شریعت کا تھا جو تحریفات علماء موسوی سے متغیر و متبدل ہو گئی تھی۔ پس یہ رسول نبی اسرائیل میں مانند علماء ربانیین اور مجددان دین متین اس امت کے ہیں۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ ہمارے حضور علیہ السلام کا فرمودہ برحق ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ

Marfat.com

لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔ یعنی خداوند تعالیٰ اس اُمت میں ہر صدی کے سر پہ ایک ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو دین کی تجدید کرے۔ پس جاننا چاہیئے کہ ایک مجدّد ہر صدی کے سر پہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک بعد ہزار برس کے جیسا کہ سو پہ ہزار کو باعتبار اعداد کے تفوق ہے۔ ویسا ہی مراتب قرب الہٰی میں اور درجات ایصال فیوضات نامتناہی میں بلندی اور فوقیت ہے۔ مجدّد الف کو مجدّد مانہ پر اور یہی طور زمانہ ارسال انبیاء سے چلا آتا تھا کہ بعد ہزار برس کے پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا تھا۔ جو صاحب احکام جدیدہ اور صاحب کتاب پسندیدہ ہو اور درمیان میں انبیاء متبع اس کی شریعت کے ہوتے تھے۔ جو اس کے دین کو ترویج دیا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جو خاتم النبیین تھے۔ تو اب نبوت ختم ہو گئی۔ اور نزول وحی کا اس امت پر مسدود ہوا تو اب حکمت الہٰی نے چاہا کہ تجدید دین بوساطت علماء ربانیین ہوتی رہے۔ علماء اس امت کے ظاہر بحلیہ شریعت نبویہ کے اور باطن طریقہ مصطفویہ کے فرمائے اور بعد ہزار کے قائم مقام پیغمبر اولوالعزم کے مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ظہور میں لایا اور جمیع درجات ولایات اور کمالات سے بہرہ ور کر کے باحیائے دین متین اور بایصال احسان دیقین مشرف فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ط

رسول اولوالعزم مخلوقات کو شعشعان انوار ہدایت سے ایک ایسی روشنی دکھاتا ہے جس طرح مخلوقات کو آفتاب کے چڑھنے سے سب کچھ نظر آتا ہے۔ آنکھیں تو سب کی ہیں مگر اندھیری رات میں کوئی کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اسی طرح فطرت کی آنکھیں ہر ایک رکھتا ہے۔ جس کو شعور یا عقل بہبودی کا کہا جائے تو مناسب ہے جس کے حق میں باری تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۔ اور اسی فطرتی شعور کی آنکھوں کی نعمت کا
جا بجا احسان قرآن پاک میں جتلایا گیا اور اس نعمت کے وضع فی غیر محلہ کے جرم
کی سرزنش قیامت کے دن ہوگی۔ جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ
جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ؕ یعنی شیطان نے تم سے
بڑے گروہوں کو دھوکہ دے کر گمراہ کر لیا۔ پس تم میں سے کوئی بھی عقل والا نہ تھا یعنی
عقل و شعور فطرتی جس سے تم بھلائی برائی کی تمیز کر سکتے تھے۔ ہم نے تم میں رکھ دیا تھا
پھر تم نے اس شعور فطرتی کو جو تم دنیا کے کاموں میں تو خوب استعمال کرتے رہے' دین کے
کام میں استعمال نہ کیا اور شیطان کے دھوکے میں باوجود عقل کے آ گئے۔ جس طرح کسی
سلطان کی طرف سے فوج کو سب ہتھیار ملے ہوئے ہوں اور غنیم ان پر آ دے تو فوج کے
لوگ کوئی ہتھیار بھی غنیم پر نہ چلاویں بلکہ اس سے متفق ہو جائیں۔ تو وہ بادشاہ کے مجرم
ٹھہریں گے۔ اب بادشاہ ان سے پوچھے گا کہ کیا تم کو ہتھیار نہ دیے گئے تھے کہ تم غنیم پر چلاؤ
بس ظاہر ہے کہ دیے تو گئے تھے مگر انہوں نے چلائے نہیں تو اسی طرح انسان کو جو عقل فطرتی
دیا گیا ہے' اس کے موقع پر استعمال نہ کرنے سے اس روز عتاب الٰہی وارد ہوگا کہ
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ یہ دوزخ وہ ہے جو تم کو اس عقل فطرتی کے وضع
فی غیر کے بارے میں بطور وعید سنایا گیا تھا۔ وہ فطرتی شعور جو باری تعالیٰ نے اپنے کمال
احسان سے ہر ایک انسان میں رکھا ہے وہ گویا دل کی آنکھیں سمجھو۔ اب جس طرح ظاہری
آنکھیں سوائے آفتاب پڑھنے کے کچھ دیکھ نہیں سکتیں' اسی طرح دل کی آنکھیں بھی سوائے
شعشعان انوار وحی کے دیکھنے سے عاجز ہوتی ہیں۔ اس واسطے وہ عقل ناکافی ہوتا ہے۔
اب پیغمبر کے وجود مسعود سے مانند سورج کے انوار وحی چمک کر لوگوں کو حق الیقین کا راستہ

Marfat.com

دکھایا جاتا ہے۔ سو پروردگار فرماتا ہے اَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۔ پہلے تو تم کو دل کی
آنکھیں دی گئی تھیں۔ تاکہ تم عدم شعور کو عذر نہ کر دو پھر تم پر پیغمبر اولوالعزم کا آفتاب چڑھا
اور اس سے وحی کے انوار کے چمکاروں نے راہ ہدایت کو ایسا واضح دکھلا دیا۔ کہ تم پر اتمام
حجت ہو گئی۔ اور کچھ خفا بھی نہ رہ گیا۔ پھر باوجود آنکھوں کے اور سورج چڑھنے کے۔ جو
شخص جان بوجھ کر سیدھی سڑک سے منہ پھیر کر ایک کنوئیں میں جا پڑے تو وہ کسی کے آگے
کچھ عذر نہیں کر سکتا کہ میں فلاں عذر سے کنوئیں میں جا پڑے تو وہ کسی کے آگے کچھ عذر
نہیں کر سکتا کہ میں فلاں عذر سے کنوئیں میں جا پڑا بلکہ اس کی اپنی بدقسمتی اور بیوقوفی
سب پر ظاہر ہو گی هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۔ اب یہ وہ جہنم
ہے جو تم کو پیغمبر کے سورج چڑھنے کے وقت اپنی دل کی آنکھوں سے شرائع کی سڑک
سے اترنے پر نظر آتا تھا کہ ضرور اس میں جا پڑیں گے۔ اب تم جان بوجھ کر اس میں جا پڑے
کوئی عذر تمہارا باقی نہیں۔ اول تم عقل کی آنکھیں رکھتے تھے۔ پھر سورج بھی چڑھا ہوا تھا
پھر شرائع بادشاہی سڑک جو سیدھی منزل مقصود جنت کو جا رہی تھی۔ تم کو نظر آ رہی تھی
اور پکار پکار کر تم کو کہا گیا کہ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ
وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ۔ ہمارے پکارنے والے
پیغمبر اور علماء ربانیین اور مجددین دین متین اور واعظان حقانی تم کو کس زور سے
پکار پکار کر کہتے رہے گویا اس سڑک شاہی پر ہمارے چوب دار ہمیشہ کے لیے کھڑے
رہے کوئی زمانہ خالی نہ تھا جس میں وہ نہ کھڑے ہوں۔ اگلے چلتے رہے تو اور متواتر
آتے رہے جو اس راہ پر پکارتے رہے کہ یہ صراط مستقیم اور راہ ہدایت سیدھا جنت
کو جاتا ہے۔ خبردار اس سے بہک نہ جانا۔ اس سے اتر کر کسی اور طرف رخ کیا تو دوزخ

Marfat.com

کے گڑھے میں جا پڑد گے۔

پیغمبر اولوالعزم سے جب آفتاب کی مانند شعشعان انوار وحی ربانی چمکتے ہیں۔ اس وقت لوگوں کو حق الیقین کا راستہ بالکل واضح طور پر نظر آجاتا ہے۔ اس وقت جو منکر رہتے ہیں وہ صرف ہٹ اور شقاوتِ ازلی کے سبب ہدایت سے محروم ہوتے ہیں ورنہ ہدایت کی وضاحت میں کچھ شبہ نہیں رہتا۔ اولوالعزم رسول ایسی روشنی دکھاتا ہے کہ تمام اندھیرے محو ہو جاتے ہیں۔ تمام شکوک شبہات یک قلم رفع اور تمام انکار یک دفعہ دُور ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر وہ زمانہ دھندلا سا آجاتا ہے۔ جس طرح سورج کے چھپنے کے بعد پھر اندھیرا پڑ جاتا ہے۔ پھر خداوند رحمٰن و رحیم کی عنایت مخلوقات کی دست گیری فرماتی ہے اور پروردگار دوسرا مجدد یا رہنما اس کا ہم رنگ پیدا کرتا ہے اور اسی طرح یہ ہدایت کا ایصال قائم چلا آتا ہے۔ ہر ایک صدی پر ایک ہادی کا ظہور چلا آیا اور چلا جائے گا۔ مگر جب ہزار سال گزر جاتے ہیں تو پلا ضلالت اس قدر غالب ہو جاتا ہے کہ جانب بشریت و ہدایت کو ہمامہ اپنے ہم رنگ کر لیتا ہے اور مناسبتِ بشری بو خلق سے تھی وہ بالکل جاتی رہتی ہے۔ لاجرم امت میں بجا آوری احکام شرع میں فرق عظیم پڑ جاتا ہے۔ پس اسکی تجدید کے واسطے ایک پیغمبر اولوالعزم مبعوث ہوتا ہے کہ تقویت دین و شرع کی کرے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارتحال کو ہزار سال گزرے اور مطابق قاعدہ کے دین میں سستی و شیوع بدعت و ظلمت ہو گئی۔ اب چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد نبی یا اولوالعزم پیغمبر کا پیدا ہونا ممنوع تھا۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ حسب عادت ربانی اور مقتضائے صنعتِ رحمانی کوئی شخص ایسا پیدا ہونا جو ظلی طور پر رسول کے

کمالات کا نمونہ مخلوقات میں دکھانا اور جو قائم مقام اولوالعزم ہوکر تجدید دین متین کی کرنا، لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ کمالات حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرما کر مجدّد الف ثانی کیا۔

مجدّد ہزار سال بعد رسول کے پیدا ہوتا ہے۔ وہ مانندِ اولوالعزم رسول کے اولوالعزم مجدّد ہوتا ہے۔ حضور مجدّد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کا اولوالعزم مجدّد ہونا مسلم ہے اور حضرت کی طبیعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت سے بطور ظلی کمال مناسبت سے نسبت تامہ رکھتی تھی۔ یہ بردی اور اتحاد کا درجہ ایک سرِ عظیم ہے۔ بظاہر مختون پیدا ہونا اور تمام علوم میں بلا مدد استاد انشراح صدر ہو جانا اقتباس از مشکوٰۃ نبوت سے ہے۔ پھر بعد تزویج کے غنی ہونا اور چالیس برس وسادۂ ارشاد پر متمکن ہونا۔ اور مانند رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکلیفیں برداشت کرنا جو کہ حضرت علیہ السلام نے اہلِ مکہ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ حضور مجدّد صاحب نے روافض کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ قلعہ گوالیار میں قید ہوئے۔ پھر ان تکالیف میں مستقل و باتحمّل رہنا یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت سے مناسبت تھی۔ اگر اس وقت جناب مجدّد صاحبؒ سجدہ تحیہ یا سر جھکانا گوارا کرتے تو قیامت تک فاسقین اور شریر لوگوں کے لیے ایک سند ہو جاتی اور ستم بر ستم بلکہ ہر ایک شیطنت مزاج آدمی کو ایک دستہ ہاتھ لگ جاتا کہ دیکھو بوقت خوف حضرت مجدّد جیسے بزرگ نے سر جھکا لیا خصوصاً اہلِ طغیان گروہ روافض کا تقیہ جس کو وہ لوگ بزعم فاسد خود فرض جانتے ہیں۔ ثابت ہو جاتا مگر حضرت نے بکمال تبعیت اپنے اصول کے ہرگز گوارا نہ فرمایا اور بہ باری علماؤں نے فتویٰ بہ نقل

Marfat.com

لکھ دیا۔ خدا نے بچانا تھا بچا لیا۔ مگر حضرت نے جان قربان کر دینے میں کچھ کسر باقی نہ چھوڑی۔ جان جانے کی پرواہ نہ کی مگر سنّت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قائم رکھی اور شرک و تقیہ خبیثہ کی بیخ کنی کر دی۔

پھر حضرت کا ارشاد بھی مانند شیوع رسالت مقدسہ اقطار عالم میں با مدت زمانہ جاری و ساری ہو گیا اور حضرت کے خلفاء مانند خلفاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامل و اکمل تیار ہوئے۔ حضرت کی تاثیر مثل انوار نبوت کے کفر کے حصاروں کو پاش پاش کر کے سینوں میں انوار اسلام داخل کر دیتی تھی۔ حضرت کی بیماری کا طرز بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی طرح تھا۔ پھر سب سے بڑھ کر مناسبت عمر کا ٹھیک برابر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا اور سہ شنبہ کے روز فوت ہونا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھی تریسٹھ برس کی ہوئی۔ بعد ایام بعثت جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال ہدایت خلق میں گزارے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ نے بھی وہی ۲۳ سال تبلیغ احکام ربانی میں صرف کیے اور کمال متابعت اپنے رسول میں جبکہ شیوع دین اسلام بفحوائے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ عمدہ طور پر ہو چکا اور کفر و زندقہ و ضلالت و شیطنت روافض کی خاطر خواہ بیخ کنی ہو گئی۔ تب حضور کا وصال ہوا۔

اہم واقعات

حضرت امام ربانی رحؒ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے احسانات اور فیوض و برکات کا شمار احاطہ تحریر سے باہر ہے۔ چند اہم

Marfat.com

واقعات شائقین کی معلومات کے لیے تحریر کیے جاتے ہیں۔ جو حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کی سوانح سے خاص متعلق ہیں۔

۱۴ شوال ۹۷۱ھ شب جمعہ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت سرہند شریف میں ہوئی

۱۰۰۰ھ — آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت کی۔

۲۷ جمادی الاُخریٰ ۱۰۰۷ھ۔ آپ کے والد محترم کا اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

بروز جمعہ ربیع الاوّل ۱۰۱۰ھ۔ آپ نے خلعتِ تجدید زیب تن فرمایا۔

دوشنبہ ۲۷ رمضان ۱۰۱۰ھ۔ آپ کو خلعتِ قبولیت عطا ہوئی۔

۱۰۲۹ھ۔ آپ عساکرِ سلطانی کے ساتھ پنجاب، سرہند، دہلی اور اجمیر شریف لے گئے،

ہفتہ۔ جمادی الاخریٰ ۲۵۔۱۰۱۲ھ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۱۰۱۴ھ — بادشاہ اکبر کی موت ہوئی اور اسی سال ۸ جمادالثانی کو جہانگیر تخت نشین ہوا۔

۱۰۰۵ھ — حضرت امام ربانیؒ کے صاحب زادے حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ بمقام سرہند شریف متولد ہوئے۔

۱۰۰۷ھ — حضرت امام ربانیؒ کے صاحبزادے حضرت خواجہ العروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تولّد ہوئے۔

۱۰۲۴ھ — حضرت امام ربانیؒ کے فرزند خواجہ محمد یحییٰ تولّد ہوئے۔

۱۰۲۸ھ — حضرت امام ربانیؒ کو قلعہ گوالیار میں جہانگیر نے محبوس کیا۔

Marfat.com

۱۰۲۴ھ — حضرت امام ربانیؒ نے اپنے خلفاء اطراف و جوانب میں اصلاح کی غرض سے روانہ فرمائے۔ جس میں ستر اہلِ ارادت بسرکردگی مولانا محمد یار ملک ترکستان و قبچاق کو اور چالیس ارادت مندین شام اور روم کو بسرکردگی مولانا فرخ حسین اور دس ارادت مند مولانا صادق کابل کی سرکردگی میں کاشغر کو۔ اور تین ارادت مند مولانا شیخ احمد برکیؒ کی سرکردگی میں توران و بدخشان اور خراسان کو روانہ فرمائے۔

۱۰۲۵ھ — حضرت امام ربانیؒ کے مکتوبات شریف کی پہلی جلد تمام ہوئی۔

سہ شنبہ ۲۸ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ تریسٹھ سال کی عمر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بمقام سرہند وصال ہوا۔

وفات حسرت آیات

حضرت امام ربانیؒ نے وفات سے چند ماہ پہلے اپنے اکثر دوستوں سے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی عمر تریسٹھ سال کی معلوم ہوتی ہے۔ اور یقیناً ایسا ہونا تھا آفتاب نبوت سے ضیا حاصل کرنے والا بدر منیر بھی اتباعِ نبوت سے کیسے [illegible] رہے۔ اختیاری معاملات میں جب اس کا یہ حال ہوگا تو غیر اختیاری معاملات میں من جانب اللہ سنت کی اتباع اسے حاصل ہوگی۔

چنانچہ حضرت امام ربانیؒ ایامِ مرض میں تنہائی بہت پسند کرتے تھے۔ ایک روز حرم سرا کی دہلیز میں بیٹھے ہوئے تھے کہ فرمایا اس موسم سرما میں جو دو مہینے تک آئے گا۔ ہم اس گھر میں نہ سوئیں گے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ آپ شاید خلوت خانہ میں آرام

Marfat.com

فرمائیں گے۔ فرمایا: نہیں ان گھروں میں سے کسی میں بھی نہیں۔ حاضرین نے عرض کی کہ پھر کس جگہ۔ آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ ہونے والا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد و ہدایت کا سب کام صاحب زادوں کے سپرد کیا۔ اور اپنا تمام وقت تلاوت قرآن مجید اور اذکار و اشغال میں مصروف فرمانے لگے۔ سوائے نماز کے خلوت سے باہر نہ آتے۔ نوافل اور صدقات و خیرات کی بھی اس زمانہ میں بہت کثرت فرمائی۔ اور درویشوں کو کپڑے بھی تقسیم فرماتے۔ ذوالحجہ میں آپ کو ضیق النفس کا دورہ ہو گیا۔ اگرچہ آپ پر ضعف غالب آگیا تھا۔ لیکن عبادات اور وظائف کے اوقات میں سرِمو فرق نہ آیا۔ بدستور نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ وصال سے پہلی رات آپ نے اپنے خادموں کو ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ اس رات آپ نے کئی دفعہ یہ پنجابی مصرعہ پڑھا: ع

اج ملا دا کو نت سوں سکھی سب جگ دیواں وار

اسی رات آپ نے وہ تمام دعائیں پڑھیں جن کا صحیحین میں ذکر ہے۔ رات کے آخری حصے میں وضو فرمایا اور تہجد کھڑے ہو کر ادا کی اور فرمایا۔ یہ ہماری آخری تہجد ہے۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ حسبِ عادت مراقبہ اور اشغال بھی فرمایا۔ نماز اشراق اور ادعیۂ ماثورہ بھی پڑھیں اور اسی دن یعنی ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں اپنے محبوبِ حقیقی کو یاد کرتے کرتے خدا کے یہ سچے عاشق حقائق کے دریا میں تیرنے والے وصول الہٰی اللہ کی زینہ، حکمت کے دفینہ۔ رحمت کے خزینہ۔ کاملین کی محبت۔ طریقت کے نور۔ علماء کے سردار اور اہل جہان کی زینت اس دار فانی سے رفیقِ اعلیٰ سے جا واصل ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

Marfat.com

نمازِ جنازہ آپ کے صاحب زادہ خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ نے پڑھائی اور بڑے صاحب زادہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے سامنے خاص شہر سرہند میں مدفون ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق آپ نے مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

" اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے شہر سرہند گویا میری پیدائش کی جگہ ہے کہ میرے لیے ایک تاریک گہرے کنوئیں کو بڑھ کر کے صفہ بلند بنایا ہے اور اکثر شہروں اور قصبوں پر اس کو بلندی بخشی ہے۔ اس زمین میں اس قسم کا نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے۔ جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے مقتبس ہے اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ کی پاک زمین سے ظاہر اور روشن ہے۔ فرزند اعظم مرحوم (خواجہ محمد صادق) کے ارتحال سے چند ماہ پیشتر اس نور کو اس درویش پر ظاہر کیا گیا اور فقیر کی تنگ زمین میں اس کا نشان دیا تھا۔ وہ نور اس قسم کا ظاہر ہوا تھا کہ صفت و نشان کی گرد اس کو نہ لگی۔ اور کیفیات سے مبرا و منزہ تھا۔ اس وقت یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں اس زمین میں دفن کیا جاؤں اور وہ نور میری قبر پر چمکتا رہے۔ اس بات کو میں نے فرزند اعظم (خواجہ محمد صادقؒ) کے آگے ظاہر کیا۔ اور اس نور اور اس خواہش سے مطلع کیا۔ اتفاقاً فرزند مرحوم ہی اس دولت میں سبقت لے گیا۔ اور خاک کے پردے میں اس نور کے دریا میں مستغرق ہو گیا۔

اس شہر بزرگ کے لیے یہ بڑی بھاری شرافت کا موجب ہے کہ میرے فرزند اعظم جیسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے بزرگ اولیاء میں سے ہے اس جگہ آسودہ ہے۔ کچھ مدت کے بعد معلوم ہوا کہ وہ نورِ امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا لمعہ ہے جس کو وہاں سے

Marfat.com

اقتباس کرکے اس زمین پر روشن کیا ہوا ہے۔ جس طرح کہ مشعل سے چراغ روشن کرلیں۔ (مکتوب ۲۲۔ جلد ثانی)

نظام الاوقات

نصف شب سے تہجد کے لیے اُٹھنے کا معمول تھا۔ اور ہر دو رکعت کے بعد توبہ، استغفار اور درود شریف اور دعاؤں کے بعد مراقبہ فرماتے تھے۔ یہ سلسلہ فجر تک قائم رہتا تھا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشراق تک اپنے متوسلین سے مراقبہ میں بیٹھتے تھے۔ اشراق کے بعد دیگر مشاغل میں مصروف ہوتے۔ اکثر متوسلین کا ہجوم رہتا۔ حتیٰ کہ چاشت کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ نماز چاشت کے بعد کچھ غذا تناول فرماتے۔ جو فقراء حاضرِ خانقاہ ہوتے۔ وہ بھی دسترخوان پر حاضر ہوتے یا ان کو کھانا تقسیم کیا جاتا۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ پھر زوال کے بعد سنتیں اور اس کے بعد ظہر کی سنتیں اور فرض وغیرہ سے فراغت پاکر متوسلین باریاب ہوتے اور فیوض و برکات سے استفادہ کرتے۔ یہ سلسلہ نماز عصر تک جاری رہتا۔ اذان کے بعد تحیۃ الوضو اور عصر کے نوافل پڑھتے۔ پھر جماعت سے فراغت پاکر تلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ نماز مغرب کے بعد نوافل کا طویل سلسلہ نماز عشاء کے قریب تک جاری رہتا۔ نماز عشا کے بعد آرام فرمانے کا وقت تھا۔ رات دن کے نوافل میں ایک قرآن شریف ختم کیا جاتا۔ اسی اثنا میں تصانیف، مکاتیب اور درس و تدریس وعظ و تلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ سفر میں بھی معمولات پر پابندی کی کوشش کی جاتی۔

Marfat.com

حضرت امام ربانیؒ کا یہ نظام الاوقات اس بات کا مظہر ہے کہ عارف باللہ لوگ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی میں صرف کرتے ہیں، اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی اتنی سختی سے پابندی کر کے متوسلین کے سامنے نمونہ پیش کرتے ہیں۔ اسی نظام الاوقات میں بال بچوں کی خبرگیری گھر کے معاملات کی اصلاح اور تمام دنیوی معاملات شامل ہیں۔ حضرت امام ربانیؒ کی زندگی پر غور کرنے سے اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہ کے اسرار و معارف خود بخود دل میں آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

اسلام کا اعجاز اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا۔ کہ کامل مسلمان کی زندگی کا ہر پہلو صرف خدا کی رضا کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ اپنی ترقی کا راز مضمر سمجھتا ہے۔

تصانیف

۱۔ مکتوبات شریف ۲۔ مبدا و معاد

۳۔ معارفِ لدنیہ ۴۔ مکاشفاتِ غیبیہ

۵۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ رسالہ تہلیلیہ ۷۔ رسالہ فی اثبات النبوت

۸۔ رسالہ سلسلۂ حدیث وغیرہ۔

خلفاء

شیخ عبدالمجید بنگالی۔ شیخ عبدالحی۔ شیخ نور محمد تہتنی۔ شیخ مزمل پوربی۔ شیخ نور محمد

Marfat.com

بہاری۔ شیخ حامد بہاری۔ مولانا فرخ حسین۔ سید باقر سارنگ پوری۔ سید محب اللہ مانک پوری۔ سید حسین مانک پوری۔ مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی۔ شیخ ظاہر سندگی لاہوری۔ مولانا امان اللہ لاہوری۔ شیخ طاہر بدخشی۔ الحاج خضر افغان۔ مولانا صادق کابلی۔ مولانا ہاشم۔ خواجہ محمد ہاشم برہان پوری۔ مرشد میر زمان بیگ۔ شیخ فضل اللہ برہان پوری۔ مولانا حمید الدین احمد آبادی۔ حاجی حسین۔ شیخ داؤد سائلی۔ مولانا غازی نو گجراتی۔ میر محمد نعمان اکبر آبادی۔ خواجہ محمد صدیق دہلوی۔ شیخ بدیع الدین سہارنپوری شیخ احمد دیبلی۔ شیخ عبدالقادر انبالگی۔ شیخ محمد مری۔ شیخ سلیم تبوری۔ شیخ آدم نبوری مولانا بدرالدین سرہندی۔ شیخ خضر بہلول پوری۔ مولانا محمد یوسف سمرقندی و مولانا محمد صالح کولابی۔ شیخ کریم الدین۔ بابا حسن ابدالی۔ الحاج محمد فرکتی۔ مولانا محمد یار قدیم طالقانی۔ مولانا یار محمد جدید۔ صوفی قربان قدیم۔ صوفی قربان جدید۔ مولانا قاسم علی۔ شیخ حسن برکی۔ شیخ عبدالرحیم برکی۔ مولانا نجیر احمد دمی حنفی۔ شیخ عبدالعزیز نحوی۔ شیخ علی المحقق مالکی مدنی۔ شیخ زین العابدین۔ شیخ علی طبری شافعی مکی۔ شیخ احمد استنبولی حنفی۔ فقیہہ عثمانی علیتی شافعی۔ سید مبارک شاہ بخاری۔ مولانا حسن بخاری۔ قاضی تولک بخاری۔ شیخ علیلی مغربی۔ شیخ محمد مدنی وغیرہ۔

Marfat.com

صاحبزادگان

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دو بڑی کرامات صفحۂ روزگار پر باقی ہیں۔ ایک آپ کی تصانیف جن کا ایک ایک لفظ حقائق و معارف کے اسرار کھولتا ہے۔ اور دلوں کی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھاتا ہے۔ ہر فقرہ اطمینان کا باعث اور ایقان کا موجب۔ کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار و رموز سے لبریز ہدایت کی راہ پر مستحکم کرنے والا ہے۔

دوسرے آپ کے صاحبزادگان جن کا علم و فضل اور کمالات روحانی حضرت امام ربانیؒ کی ہمت و توجہ کا مظہر ہے۔ الولد سر لابیہ

حضرت امام ربانیؒ کے سات صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ خواجہ محمد صادقؒ۔ خواجہ محمد سعیدؒ۔ خواجہ محمد معصومؒ۔ خواجہ محمد فرخؒ۔ خواجہ محمد عیسیٰؒ۔ خواجہ محمد اشرف۔ شیخ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ۔

خواجہ محمد صادق

آپ حضرت شیخ کے فرزند اکبر ہیں۔ جو ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں اپنے

Marfat.com

جدّ بزرگوار کے دامنِ تربیت میں رہے۔ جب ۱۰۰۸ھ میں حضرت شیخ قدس سرہٗ دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ بھی ہمراہ تھے۔ اس وقت آپ نے اپنے والد بزرگوار کی طرح حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور معاملاتِ عظیمہ آپ پر وارد ہوئے۔ یہاں تک کہ کبھی وفورِ مستی اور غلبۂ جذبہ میں ننگے سر اور ننگے پاؤں جدھر جی چاہتا نکل جاتے اور سبق کی کتابیں بالائے طاق رکھی رہ جاتیں ایک روز ایک درویش حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کسی بزرگ کی خدمت میں سلوک تمام کر کے خلافت حاصل کی تھی۔ وہ وطن کو جاتے ہوئے یہاں ٹھہر گیا۔ اس نے اپنے حالات بلند حضرت خواجہ سے ذکر کیے۔ اس کی مراد یہ تھی کہ ایسے حالات ہمیں حاصل ہیں۔ اگر یہاں کچھ زیادہ ہے تو استفاضہ کروں حضرت خواجہ نے محمد صادق کو طلب کر کے فرمایا۔ بابا! اپنے احوال بیان کرتا کہ مہمان درویش سن لے۔ آپ نے وہی درویش والے احوال اور کچھ زائد بیان کیے۔ جب اس درویش نے دیکھا کہ اس آستان کا ایک طفل ہشت سالہ جسے داخل طریقہ ہوئے دو تین ماہ ہوئے ہیں۔ وہ حالات بیان کرتا ہے جو اسے پچاس سال میں حاصل ہوئے تو اپنے احوال کی دید کا غرور اس کے دماغ سے نکل گیا۔

لڑکپن ہی سے آپ کشفِ کون اور کشفِ قبور میں نظر صائب رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت خواجہ آپ کے کشف و فراست پر اعتماد کر کے آپ سے اُمورِ کونیہ غیبیہ دریافت فرمایا کرتے تھے۔ اور قبرستان میں لے جا کر مُردوں کے حالات پوچھا کرتے تھے اور آپ جیسا نظر پڑتا عرض کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کا چچا شیخ محمد مسعود بغرض تجارت خراسان کو جاتے لگا۔ آپ بطریقِ مشایعت اس کے ساتھ اپنے جدّ بزرگوار مخدوم عبدالاحد قدس

Marfat.com

سرہ کے مزار تک اور ایک لمحہ مزار مبارک پر مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر فرمانے لگے کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع کرتے ہیں۔ چونکہ آپ اس وقت کم سن تھے اسلیے شیخ صاحب نے خیال نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ شیخ مسعود اسی سفر میں مقتول ہوئے۔

آپ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ اکثر علوم آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل فرمائے۔ کچھ مولانا طاہر لاہوری اور کچھ مولانا معصوم کی خدمت میں حاصل کیے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے۔ معقول و منقول میں آپ کو اس قدر مہارت تھی کہ ایک روز آپ کو شیراز کے ایک فاضل کی خدمت میں حاضر ہونے کا اتفاق ہُوا جو ہندوستان میں آیا تھا اور معقولات میں بے نظیر تھا۔ آپ نے ہیئت و حکمت کے چند حقائق طبعزاد اس سے ذکر کیے۔ فاضل موصوف کہنے لگا کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہ دیکھا تھا مجھے یقین نہ تھا کہ طلبہ ہندوستان میں سے کوئی طالب علم علوم عقلیہ کے مسائل دقیقہ کی قوت ادراک کا حصہ رکھتا ہوگا۔

مہارتِ علمی کے ساتھ آپ نے سلوک کو بھی درجۂ تکمیل تک پہنچا دیا تھا۔ چنانچہ اکیس برس کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت شیخ نے مکتوبات میں آپ کی شان میں کئی جگہ کلماتِ مدحیہ درج فرمائے ہیں۔ چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ میرا بیٹا میرے معارف اور مقاماتِ جذب و سلوک کا نسخہ ہے۔ وہ محرم اسرار و خطا و غلط سے مصئون و محفوظ ہے —— جب آپ کی عمر چھبیس سال کی ہوئی تو سرہند میں وبائے طاعون شدت سے نمودار ہوئی۔ ہر روز لوگ کثرت سے ہلاک ہونے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وبا تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک ہم نہ جائیں گے تسکین نہ ہوگی۔ چنانچہ آپ کو بخار ہو گیا۔ اور طاعون کی گلٹی آپ کی ران میں ظاہر ہوئی اور دو شنبہ کے دن

Marfat.com

۹ ربیع الاوّل ۱۰۲۵ھ وصال فرمایا اور الفاظ "دوشنبہ نہم ربیع الاوّل" سے ہی آپ کی تاریخ نکلتی ہے۔ آپ سے ایک دو دن پہلے آپ کے بھائیوں محمد فرخ اور محمد عیسیٰ رحمہا اللہ تعالیٰ نے اور آپ کی بہن ام کلثوم نے اسی مرض میں انتقال فرمایا، اور یہ تینوں اپنے جدِ بزرگوار حضرت مخدوم قدس سرہٗ کے مزار میں دفن ہوئے۔

خواجہ محمد صادقؒ کے وصال کے بعد وبا ان کے قبیلہ میں نہ رہی۔ جو بیمار تھے وہ صحت یاب ہو گئے۔ ان مریضوں نے شدّتِ مرض میں دیکھا تھا کہ حضرت مخدوم زادہ ان کو اس جماعت کے ہاتھ سے چھڑا رہے ہیں جو اس وبا پر موکل تھے، اور ان سے فرما رہے ہیں کہ اب جو ہم نے اس بلا کو اپنے اوپر لے لیا۔ تمہیں لوگوں سے الجھنا جائز نہیں۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت مخدوم زادہ کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اس وبا سے رہائی پائے گا۔ چند لوگوں نے اس کا تجربہ کیا اور نام مبارک میں عجیب اثر دیکھا۔

آپ کے انتقال کے بعد رشتہ داروں کی رائے تھی کہ آپ کو آپ کے جدِ بزرگوار کے مقبرے میں دفن کیا جائے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مراقبہ کیا تو اس جگہ کا حکم ہوا جہاں اب آپ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو اپنے فرزندِ اعظم اور ان کے دو بھائیوں کے انتقال کا سخت رنج ہوا۔ چنانچہ آپ مولانا صالح کو یوں تحریر فرماتے ہیں:

"بھائی ملا صالح نے اہلِ سرہند کے واقعات سنے ہوں گے۔ میرے بیٹے نے بھی اپنے دو چھوٹے بھائیوں محمد فرخؒ اور محمد عیسیٰؒ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمد للہ سبحانہٗ کہ اولاً انہوں نے باقی ماندگان کو قوتِ صبر عطا فرمائی اور ثانیاً اس وبا کا خاتمہ کر دیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ۔

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری　　کہ خوش بود عزیزاں تحمّل و خواری

[illegible] حق جلّ و علا کی آیتوں میں سے ایک آیت اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت [illegible] چھوٹی سی عمر میں اس نے وہ حاصل کیا کہ کم کسی نے کیا۔ اس نے مولویت کے پایہ اور علوم نقلیہ و عقلیہ کی تدریس کو ایسی حدِ کمال تک پہنچا دیا تھا کہ اس کے شاگرد تفسیر بیضاوی اور شرح مواقف اور ان کی مثل اور کتابوں کو پوری قدرت سے پڑھاتے ہیں۔ اس کی معرفت و عرفان کی حکایتیں اور شہود و کشوف کے قصّے محتاجِ بیان نہیں۔

تمہیں معلوم رہے کہ وہ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال ہو گئے تھے کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہٗ ان کے حال کی تسکین کا علاج بازاری کھانوں سے کیا کرتے تھے جو مشکوک مشتبہ ہوتے ہیں، اور خواجہ ممدوح فرمایا کرتے تھے کہ جو محبّت مجھے صادق سے ہے وہ کسی سے نہیں، اور اسی طرح جو محبّت اسے ہمارے ساتھ ہے وہ کسی کے ساتھ نہیں۔ حضرت خواجہ کے اس ارشاد سے ان کی بزرگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ فرزندِ موصوف نے ولایتِ موسوی کو نقطۂ آخر تک پہنچایا ہوا تھا اور اس ولایتِ علیہ کے عجائب و غرائب بیان فرمایا کرتا تھا اور ہمیشہ فروتن، متواضع، ملتجی، متضرع اور متذلل و منکسر رہا کرتا اور فرمایا کرتا کہ اولیا میں سے ہر ایک نے حضرت حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے ایک چیز مانگی ہے، میں نے التجا و تضرع مانگی ہے۔

محمد فرخ کی نسبت کیا لکھوں۔ گیارہ سال کی عمر میں کافیہ پڑھتا تھا اور سبق سمجھ کر پڑھتا تھا اور ہمیشہ عذابِ آخرت سے ہراساں و لرزاں رہتا اور دعا کرتا کہ طفولیت میں دنیائے دُنی سے رخصت ہو جائے۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے خلاصی پائے۔ مرض الموت میں جن یاروں نے اس کی تیمارداری کی اس سے عجائب و غرائب مشاہدہ

Marfat.com

گئے۔ محمد عیسیٰ کی آٹھ سال کی عمر تک کی کرامات وخوارق جو لوگوں نے مشاہدہ کئے وہ میں کیا لکھوں۔

حاصل کلام یہ کہ میرے تینوں فرزند جواہرِ نفیسہ تھے، جو بطور ودیعت ہمارے سپرد کئے گئے تھے۔ الحمد للہ والمنۃ کہ ہم نے بغیر کسی ناخوشی واکراہ کے امانتیں اہلِ امانات کے حوالے کر دیں۔ (مکتوب ۳۰۶۔ جلد اوّل)

حضرت خواجہ محمد صادق قدس سرہٗ کی قبر پہلے کچی تھی۔ بعد کچھ مدت کے بعد آپ کے والد بزرگوار نے اس پر ایک گنبد تعمیر فرمایا۔ قبر مبارک اس قبہ کے مرکز ... مرکز سے مغرب کی طرف تھی۔ جب حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو ان کو ... اس قبہ میں دفن کیا گیا۔

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ تھا جس سے سلسلہ آگے چلا۔

خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ماہِ شعبان المعظم ۱۰۰۵ھ میں بمقام سرہند شریف ہوئی۔ بچپن ہی سے آثارِ ہدایت وولایت آپ کی پیشانی مبارک سے ہویدا تھے۔ چنانچہ آپ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں، کہ:

محمد سعید چار پانچ سال کے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ غلبۂ مرض میں ان سے پوچھا گیا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ میں نے ان کی یہ بات حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے عرض کی۔ فرمایا تمہارے محمد سعید نے رندی وحریفی کی اور غائبانہ ہم سے نسبت لے گیا۔

جب آپ سنِ تمیز کو پہنچے، تو علومِ ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے۔ کچھ اپنے بڑے

Marfat.com

بھائی خواجہ محمد صادق سے اور کچھ شیخ طاہر لاہوری سے اور باقی اپنے والد بزرگوار سے پڑھا۔ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر تدریس میں مشغول ہوئے اور کئی تصانیف لطیفہ تحریر فرمائیں۔ چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں جن میں مذہب حنفی کی تائید کی۔ حاشیہ خیالی پر ایک حاشیہ متین لکھا اور اس میں اپنے دقائق خلاصہ تحریر فرمائے۔ ایک رسالہ رفع سبابہ کی ممانعت میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ مخالف کو ساکت کر دیا کرتے تھے جب کبھی کسی تقریب سے محفل سلطانی میں جاتے تو بادشاہ آپ ہی سے مسائل دریافت کیا کرتا تھا۔ حالانکہ علماء و فضلاء موجود ہوتے۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک جلد مکتوبات شریف کی ہے۔ جس میں آپ نے بڑے بلند حقائق اور ذات و صفات کے متعلق دقائق بیان کئے ہیں۔

آپ نے کمالات باطنی مثل علوم ظاہری کے کامل طور سے اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں حاصل کئے اور ولایت محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مشرف ہوئے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے اخیر عمر میں تعلیم طریقہ اور خدمت ارشاد آپ کے اور خواجہ محمد معصوم کے سپرد کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں۔ محمد سعید اور محمد معصوم دونوں میرے امام ہیں۔

حضرت شیخ نے آپ کی نسبت بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ چنانچہ آپ کو خلعت خلّت کی بشارت دی۔ ایک روز فرمایا کہ ہمارے محمد سعید علمائے راسخین سے ہیں، اور ایک روز فرمایا کہ محمد سعید زمرۂ سابقین میں سے ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مجھ پر میدان قیامت اور میرے مریدوں کا پل صراط سے گزرنا مکشوف ہوا۔ محمد سعید ہم سب میں سے آگے آگے چل رہے تھے۔ اور کتاب اعمال سیدھے ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ پس ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے۔

Marfat.com

نیز فرمایا کہ محمد سعید خازن رحمتِ الٰہی ہے۔ قیامت کے دن تقسیم خزائنِ رحمت اس کے سپرد ہوگی۔ فرمایا کہ محمد سعید! تم نے دائرہ نفی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قطع کر لیا، اور اب اس بات میں میرے شریک ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ عروج و نزول کے ہر مقام میں تم میرے ہمراہ رہے ہو۔ ایک روز فرمایا کہ محمد سعید! تم میرے ضمنی ہو، اور تم اس بات سے تنگ دل نہ ہونا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمنی تھے۔

آپ کے بھائی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مناقب یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"چھوٹی عمر سے قبول و کرامت کے آثار ان سے ظاہر تھے اور بچپن کے زمانہ سے ولایت و نجابت کے اطوار نمایاں تھے۔ حضرت قطب الولایت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ کی حیات کے زمانہ میں یہ خوردسال تھے اور حضرت خواجہ کی ظاہری ملازمت میں نہیں پہنچے۔ لیکن حضرت خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید حریف ہے۔ ہم سے غائبانہ نسبت لے گیا ہے۔"

انہوں نے کمالات ظاہری و باطنی اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں حاصل کئے ہیں اور سترہ سال کی عمر میں علومِ ظاہری معقول و منقول کو کمال کے درجہ پر پہنچایا ہے، اور اپنے والدِ بزرگوار کی طرح کمال تشرع و تقویٰ سے آراستہ اور متابعت سنت و عمل بعزیمت سے پیراستہ تھے۔ کلام کی نرمی۔ کمال تواضع۔ مہمانوں کی دل جوئی میں اہتمام موجود کو خرچ کر دینا اور اپنی ہستی کی نفی ان کا طریقہ حسنہ ہے۔ سندِ عالی کے ساتھ قرآن مجید کی تجوید فرمائی۔ حدیثِ نبوی علیٰ مصدرہا الصلوٰۃ والسلام میں سندِ جیّد اور رتبۂ اعلیٰ رکھتے ہیں۔ اور فقاہت میں کامل دست گاہ رکھتے ہیں۔ ہمارے حضرت (مجدد) کو اکثر اوقات جو مسئلہ فقیہہ کی تحقیق کی ضرورت پڑتی ہے تو ان سے دریافت کر لیتے ہیں۔ بعض وقت

Marfat.com

یہ جو مشکلات مسائل کو حل کرتے تھے۔ اور بعض مضائق سے خلاصی کی راہ بتایا کرتے تھے تو حضرت نہیت خوش وقت ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے حق میں دعا کیا کرتے تھے اور حضرت کے حضور میں مراتبِ کمال و تکمیل کو پہنچے تھے اور خلافت سے مشرّف تھے۔ اس وقت بھی طریقۂ تعلیم اور ارشاد طلبہ فرمایا کرتے تھے، اور معاد (آخرت) کی کمال عقل کے باوجود عقل معاش میں بھی درجۂ کامل رکھتے تھے۔ چنانچہ اکثر امور میں ان سے صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے، اور ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے اور امورِ باطن میں بھی یہ حضرت کے راز دار تھے، اور حضرت ان سے وہ راز بیان کر دیا کرتے تھے کہ جن میں کم کوئی شریک ہوتا۔ اور یہ حضرت کے پوشیدہ اسرار اور معاملاتِ خاصہ کے ساتھ مبشّر و متحقق ہیں۔ ظاہری امراض والے ان کی توجّہ سے شفا کے طالب ہیں اور باطنی امراض والے ان کے تصرّف سے جمعیّت کے ساتھ سلوک طے کرتے ہیں۔

حاصل کلام یہ قطب المحققین وارث المرسلین حضرت خواجہ نقش بند قدس سرہٗ کے اس قول کے مصداق ہیں کہ ہم فضلی ہیں۔ ان کی بزرگی میں یہ نقل کافی ہے کہ یہ معاملہ میں دیکھتے ہیں کہ اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام جمع ہیں، اور یہ (محمد سعید) بھی ہمارے حضرت (مجدد) کے چند یاروں کے ساتھ اس مجلس میں حاضر ہیں۔ اس اثنا میں اصحاب کرام ایک کاغذ طلب کرتے ہیں، تاکہ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرضداشت لکھیں۔ چنانچہ کاغذ حاضر کیا گیا، اور انھوں نے اس مضمون کی عرض داشت لکھی کہ یہ (محمد سعید وغیرہ) اور ہم عنایتِ الٰہی جل سلطانہٗ میں برابر ہیں۔ حالانکہ ہم نے یہ سب تکالیف اور ریاضات ... اٹھائی ... انھوں نے نہیں اٹھائیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب ... آیت قرآنی

تحریر فرمائی: ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ط

اور معارف وحقائق کے بیان کرنے اور اسرار ودقائق کی شرح میں زبان عالی و بیان شافی رکھتے ہیں۔ اور چونکہ اہلِ باطن کے نزدیک سب سے بڑا کمال اور سب سے ظاہر کرامت دقائقِ ذات اور حقائقِ صفات تعالت وتقدست میں کلام ہے۔ جو ان سے جوشِ ذوق اور خروشِ شوق میں صادر ہوا ہے۔ ناچار میں ان کے کمالات کی شرح اور کمالات کی تفصیل سے زبان کو بند کرکے ان کے ملفوظات ومکتوبات کا حوالہ دیتا ہوں تاکہ ان سے اس تک سراغ لگائیں اور معنی سے صورت کی طرف رغبت کریں۔ کسی نے خوب کہا ہے:

"قیاس کُن زگلستانِ من بہار مرا"

(مکتوبات ۳ معصومیہ جلد ثالث)

آپ حرم شریف کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں۔ وہاں کے حالات وواردات کو آپ کے فرزندِ عظیم حضرت شیخ عبدالاحد نے ایک رسالہ میں ذکر کیا ہے۔ نقل ہے کہ ایک روز آپ حرم نبویؐ میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے کہ روضہ مقدسہ سے آواز آئی: اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ اَنَا اِلَيْكَ مُشْتَاقٌ۔ جلدی کیجئے جلدی کیجئے میں تمہارا مشتاق ہوں۔

کہتے ہیں کہ آپ نے حضور سرورِ کائنات صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ آپ صاحبِ کرامات ہیں۔ آپ کی کرامات وکلماتِ قدسیہ کی تشریح کی اس مختصر رسالے میں گنجائش نہیں۔

آخری عمر میں آپ کو اورنگ زیب عالمگیرؒ نے بڑی منت سماجت سے دہلی بلایا اور آپ بھی اس کے اخلاص کو مدِنظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی وہیں تھے کہ بیماری شروع ہوئی

Marfat.com

اور روز بروز ترقی پر تھی۔ بہتیر اعلاج معالجہ کیا، مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آخرکار جب آپ کو معلوم ہوگیا کہ وقت قریب ہے تو بادشاہ سے رخصت لے کر وطن کی طرف روانہ ہوئے جب دہلی سے ۳۶ میل کے فاصلے پر سنبھالکہ میں پہنچے تو ۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۰۸۰ھ میں وہیں وصال ہوا۔ تجہیز و تکفین کے بعد پالکی میں سرہند شریف لائے گئے۔ خواجہ محمد معصومؒ نے حکم دیا کہ آپ کو بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اصرار کیا۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا تو قبہ کی دیوار چاروں طرف سے ہٹ گئی، اور فرش غائب ہوگیا اور آپ دفن کئے گئے۔ آپ کی اولاد آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ آپ کے تیسرے لڑکے مولوی فرخ شاہ تھے۔ جو بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اکثر اولاد ان ہی کی شاگرد ہے۔ مخالفوں نے جو کلام حضرت مجدد رضی اللہ عنہ پر اعتراض کئے ان کے جواب میں آپ نے رسالہ کشف الغطا لکھا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا آپ نے ۴ رشوال ۱۱۰۸ھ میں انتقال فرمایا، اور حضرت مجدد کے روضہ سے جانب مغرب قبہ مبارک میں دفن ہوئے۔ حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ عبدالاحد مشتہر بہ شاہ گل اپنے زمانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اور صاحب تصانیف تھے۔ شعر بھی کہتے تھے۔ وحدت تخلص تھا۔ چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی چارچمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ شواہد التجدید، لطائف مدینہ اور جنود اللہ وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو گل کہا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ کو دہلی میں وفات پائی۔ جب قیوم رابع کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ گل بجنت رسید۔ پھر نماز جنازہ ادا کر کے نعش کو سرہند بھیج دیا گیا اور وہاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی کے جنوب کی طرف دفن کئے گئے۔ شیخ خلیل اللہ حضرت خازن رحمت کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ علم حلم، ورع، تقویٰ سے آراستہ اور شریعت و طریقت کے پابند تھے۔ ۱۰۳۱ھ میں وصال فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔

خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ و فرزند سوم تھے آپ کی ولادت ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی آمد ہمارے واسطے بہت مبارک ہوئی۔ کیونکہ ان کی پیدائش کے چند ماہ بعد ہم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور ان کی خدمت میں دیکھا جو کچھ دیکھا۔

لڑکپن ہی میں آپ کے والد بزرگوار آپ کی استعداد کی تعریف کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لڑکا محمدی المشرب ہے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:-

> از فرزندی محمد معصوم چہ نویسد کہ وے بالذات قابل ایں دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، اور یہ بھی فرماتے تھے کہ محمد معصوم کی بلند استعداد کی وجہ تھی کہ تین سال کی عمر میں حرفِ توحید آپ کی زبانِ مبارک سے نکلا اور یوں کہنے لگے کہ میں آسمان ہوں، میں زمین ہوں، میں یہ ہوں میں وہ ہوں۔ دیوار حق ہے۔ حضرت شیخ نے اس وقت فرمایا کہ اس طریق میں پیر و جوان برابر ہیں۔ اور انوار فیوض کے وصول میں عورتیں، اور بچے مساوی ہیں۔

Marfat.com

حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آثارِ رشد کو دیکھ کر آپ پر نظرِ عنایت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ چونکہ علمِ مبدأ حال ہے۔ اس کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے حضرت نے آپ کو علومِ معقول و منقول کی تحصیل کی ہدایت کی۔ اکثر علوم آپ نے اپنے والدِ بزرگوار سے اور کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ اور شیخ محمد طاہر لاہوریؒ سے پڑھے۔

چودہ سال کی عمر میں آپ نے واقعہ میں دیکھا کہ میرے بدن سے ایک نور نکلتا ہے کہ اس سے تمام عالم منوّر ہے، اور وہ نور عالم کے ہر ذرّہ میں ساری ہے مثل آفتاب کے کہ اگر وہ غریب ہو جائے تو عالم تاریک ہے۔ آپ نے یہ واقعہ اپنے والدِ بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت نے آپ کو بدیں الفاظ بشارت دی:

تو قطبِ وقتِ خویش میشوی واین سخن از من یاد دار۔

(مکتوباتِ معصومیہ۔ جلد اوّل۔ مکتوب ۸۶)

اشاعتِ طریقہ

حضرت قیوم ثانیؒ یکم ربیع الاوّل ۱۰۳۴ھ کو مسندِ ارشاد و قیومیت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں سے دو ہزار حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء تھے۔ باقی خلفاء جو مختلف ممالک میں تھے وہ بھی مختلف اوقات میں سرہند شریف میں حاضرِ خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ ماوراء النہر خراسان و بدخشاں وغیرہ ممالک کے بادشاہوں نے اپنے وکیل مع تحائف بھیج کر غائبانہ آپ سے دوبارہ بیعت لی۔ قیومیت کے تیسرے سال جب شاہ جہان تخت پر بیٹھا تو سرہند میں حاضرِ خدمت ہو کر دوبارہ بیعت سے مشرف ہوا اور ترویج اسلام میں غایت درجہ کوشش کی گئی۔ چوتھے سال خواجہ محمد حنیف کابلی حاضرِ خدمت ہو کر آپ سے بیعت ہوئے۔ آپ نے

Marfat.com

انہیں خلافت دے کر کابل بھیج دیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں بڑی قبولیت نصیب ہوئی۔ اور ہزارہا لوگ ان کے مرید ہو کر صاحبِ حال ہوئے۔ پانچویں سال خواجہ محمد صدیق پشاوری اور شیخ ابو المظفر برہان پوری حاضرِ خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے خواجہ صاحب کو خلافت دے کر پشاور بھیجا۔ جہاں ان کو بڑی کامیابی ہوئی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ مدّت کے بعد خلیفہ بنا کر دکن روانہ کیا جہاں بہت سے لوگ ان کے مرید ہوئے۔ چھٹے سال اخون موسیٰ ننگرہاری اور خواجہ عبدالصمد کابلی شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور خلافت پا کر اپنے اپنے وطن میں اشاعتِ طریقہ میں مشغول ہوئے۔ ساتویں سال شیخ بدرالدین سلطان پوری اور شیخ انور نورسرائی بیعت ہوئے اور خلافت دے کر بغرض اشاعت طریقہ سلطانپور اور نورمحل میں بھیج دئے گئے۔ آٹھویں سال ملک شام کے سات سو علماء مشائخ اور وہاں کے دیگر ہزارہا آدمی سرہند شریف میں آکر بیعت سے مشرف ہوئے اور نویں سال خنکار روم نے اپنے وکیل کے ہاتھ تحائف و ہدایا بھیجے اور غائبانہ بیعت کی تیرھویں سال عبدالعزیز شاہِ توران غائبانہ بیعت سے مشرف ہوا۔ چودھویں سال شہزادہ محمد اورنگ زیب عالمگیر بیعت سے مشرف ہوئے۔ پندرھویں سال اورنگ زیب عالمگیر کی بہن روشن آرا نے اور سولہویں سال روشن آرا کی بہن گوہر آرا نے آپ سے بیعت کی۔ انیسویں سال سلطان عبدالرحمٰن شاہِ خراسان اور اس کی بیگم بیعت سے مشرف ہوئے۔ اکیسویں سال ترکستان و دشت و قبچاق کے تمام خان اور سلطان اپنے اپنے لشکر سمیت غائبانہ مرید ہوئے۔ بائیسویں سال شاہ سلیمان بادشاہ ایران رفض سے تائب ہو کر غائبانہ مرید ہوا، اور اس کے ساتھ ہزارہا شیعہ تائب ہو کر مرید ہوئے تیئسویں سال بادشاہِ کاشغر غائبانہ مرید ہوا۔ چوبیسویں سال امام یمن غائبانہ مرید ہوا۔ پچیسویں سال شیخ حبیب اللہ بخاری کو جو دسویں سال مرید ہوا تھا، خلافت دے کر بخارا میں بھیجا۔

Marfat.com

وہاں ان کو قبولیتِ عامہ نصیب ہوئی۔ چھوٹے بڑے وضیع و شریف خوانین و سلاطین اور علما مرید ہوئے، اور چار سو نے درجۂ تکمیل پر پہنچ کر ان سے خلافت پائی۔ ان کا سلسلہ عالیہ خراسان و ماوراء النہر میں بہت پھیلا۔ ستائیسویں سال حضرت نے اپنے خلیفہ خواجہ ارغوان کو خطا و چین میں بھیجا، اور اس کے ہاتھ پر وہاں کا بادشاہ ملقب بہ قاآن مسلمان ہو گیا۔ اٹھائیسویں سال آپ نے شیخ مراد کو خلافت دے کر بغرضِ اشاعت ملکِ شام میں بھیجا، وہاں آپ دمشق میں مقیم ہوئے، اور والئ شام اور تمام امراء اور دیگر لوگ بکثرت ان کے حلقۂ ارادت میں آئے، اور سلسلۂ عالیہ اس ولایت میں پورے طور پر رائج ہوا۔ چونتیسویں سال بہت سے ارادت مندوں کے ساتھ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ چھتیسویں سال واپس آئے۔ جب بندرگاہ سورت میں پہنچے تو ہر روز ہزارہا آدمی مرید ہونے لگے۔ صبح و شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقہ میں شامل ہوتے۔ ہجومِ خلق کی یہ کیفیت ہوئی کہ امراء و سلاطین کو آپ کی زیارت بدقت نصیب ہوتی۔

قصہ کوتاہ حضرت قیوم ثانیؒ کی کثرتِ ارشاد و مشیخت بیان سے باہر ہے۔ جنابِ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے کے بعد کسی ولی اللہ کو اس قدر ارشاد و مشیخت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ تاریخ مرات العالم و جہاں نما میں جو عالمگیر کے حکم سے لکھی گئی ہیں۔ یوں لکھا ہے کہ مشیخت کی مسند پر کوئی ایسا شیخ نہیں بیٹھا، جیسا کہ شیخ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جہاں کے تمام اطراف و جوانب کے بادشاہ علماء مشائخ چھوٹے بڑے وضیع و شریف مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے آنحضرت کے مرید تھے۔ لاانتہا خاص و عام بندگانِ خدا صبح و شام پروانوں کی طرح آنجناب پر جان فدا کرتے۔ ہندوستان، توران ترکستان، بدخشان، دشت قبچاق، کاشغر، خطا، روم، شام اور یمن کے بادشاہ آنجناب کے

Marfat.com

مرید ہوئے۔ روئے زمین کے مختلف حصوں کے لوگ آنحضرت کو خواب میں دیکھ کر اور انبیاء و اولیاء سے خوش خبری پا کر حاضرِ خدمت ہو کر شرفِ بیعت سے مشرف ہوتے۔ مختلف ملکوں میں آنجناب کے خلفاء کی خدمت میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع رہتا۔ ہر روز سینکڑوں نئے مرید حاضرِ خدمت ہوتے، اور فنا و بقا اور پروردگار کا پورا پورا قرب حاصل کرتے۔ حضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلسِ اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔ عالمگیر بادشاہ پر اگرچہ آپ بدرجۂ غایت مہربان تھے۔ لیکن پھر بھی بہ سببِ غایت ادب اُس نے آنجناب کے حضور میں کسی سے کبھی گفتگو نہ کی اور بغیر اذن نہ بیٹھا۔

چالیسویں سال خصوصیت سے تمام روئے زمین کے خلفاء مع اپنے مریدوں کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ اور امیر اپنی اپنی سلطنت اور امیری چھوڑ کر آپ کی زیارت کو آئے۔ چنانچہ خانانِ توران و ترکستان، والیانِ دشتِ قبچاق و بدخشان، فرمانروایانِ خطا و خراسان۔ تخت نشینانِ کاشغر و طبرستان، حاکمانِ قہستان و گرجستان سب کے سب حضرت کے دیدار فائض الانوار کے واسطے شہر سرہند میں حاضر ہوئے۔ شہر کے گرد اگرد ایک ایک میل تک لشکر پڑا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ایسا مجمع نہیں ہوا۔ نماز کے وقت اس قدر ہجوم ہوتا کہ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے۔ بلکہ کھڑا ہونے کو بھی کافی جگہ نہ ملتی۔

چوالیسویں سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو حسبِ ذیل طور پر اپنے فرزندوں کے سپرد کیا۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ کو کابل اور اس کے گرد و نواح کے تمام پٹھان اور مغل مرید دیئے۔ بدخشان۔ ترکستان دشتِ قبچاق، کاشغر، خطا روم، شام کے تمام مرید اور ہند کے بعض آدمی حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے سپرد کئے۔

Marfat.com

حسب ذیل خلفا بھی ان کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد حنیف کابلی۔ خواجہ محمد صدیق پشاوری۔ خواجہ عبد الصمد اخون، موسیٰ ننگرہاروی۔ شیخ مراد شامی۔ خواجہ ارغون خطائی وغیرہ۔ شہزادہ اورنگزیب بھی آنجناب کے سپرد ہوا۔ جب حضرت حجۃ اللہ کابل گئے تو کابل کے تمام آدمیوں نے آپ سے رجوع کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبید اللہ مروج الشریعت کو خراسان و ماوراء النہر، توران، دارگنج، غورسند، اندراب، قہستان، طبرستان اور سجستان کے علاقے سپرد کیے اور حسب ذیل خلفا آپ کے ماتحت کیے:

شیخ ابو المظفر برہانپوری، شیخ حبیب اللہ بخاری صوفی پاینده طلا، شیخ ابو القاسم بلخی وغیرہ، اور ہند کے اکثر امراء اور شہزادہ معظم شاہ بھی آپ کے سپرد ہوئے۔ آخر انہوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ دکن اور پنجاب کے اکثر مرید اور خلفاء کو خواجہ محمد اشرف کے سپرد کیا۔ شہنشاہ اورنگ زیب، اعظم شاہ، جعفر خاں، وزیر شائستہ خاں، مکرم خاں، محتشم خاں اور سلطان عبد الرحمٰن حضرت شیخ محمد سیف الدین کے سپرد کیے اور حسب ذیل خلفا ان کے حوالے کیے۔ اخون میر محمد حسن سیالکوٹی، صوفی پاینده ملاس، شیخ ابو القاسم سہاری وغیرہ۔ سلطان ہند نے آخر حجۃ اللہ سے رجوع کیا۔ حضرت محمد صدیق کو عرب، بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر شہر سپرد کیے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی نے اپنے تمام خلفاء کو جہاں کے مختلف حصوں میں ..، ۷ خلفاء ترکستان اور قبچاق میں بھیجے۔ ان کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبد الرحمٰن کو بنایا۔ پانچ سو خلیفے کاشغر اور خطا کی طرف روانہ کیے اور ان کا سردار خواجہ ارغون کو مقرر فرمایا۔ چار سو خلفاء شام اور روم کی طرف بھیجے کہ ان کا سردار شیخ مراد کو بنایا۔ سات سو خلفاء خراسان، بدخشان اور توران میں شیخ حبیب اللہ کے ماتحت کر کے بھیجے۔ ایک سو خلفاء کابل میں اور ایک سو خلفاء نواحِ پشاور میں بھیجے۔ بیس خلفاء ننگرہار میں بھیجے۔ ان سب کا سردار

Marfat.com

خواجہ محمد حنیف، خواجہ محمد صدیق اور اخونِ موسیٰ کو مقرر فرمایا، اور کہتے ہیں کہ خلفاء اور فرزندوں کی وساطت کے بغیر براہِ راست نو لاکھ آدمی حضرت قیوم ثانیؒ کے مرید ہوئے۔ آپ کے خلفاءؒ کی تعداد سات ہزار تھی۔ جو سب کے سب صاحبِ کمالات تھے۔

وفات

آپ کو وجع المفاصل کا مرض تھا۔ آخر عمر میں اس مرض نے بہت غلبہ پایا۔ وفات سے دو تین روز پیشتر آپ نے قرب و جوار کے بزرگوں کو ایک رقعہ بدیں مضمون لکھا کہ وقتِ رحلت آپہنچا ہے۔ دعا فرمائیں کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ وفات سے ایک روز پیشتر جمعہ کے دن آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا: کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں، اور سب کو پند و نصائح فرما کر خلوت میں تشریف لے گئے۔ صبح کو آپ نے نماز فجر بکمال تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کی۔ مراقبہ معمولہ کے بعد اشراق پڑھی۔ بعد ازاں سکراتِ موت آپ پر شروع ہو گئے۔ اس وقت آپ کی زبان مبارک جلد جلد چلتی تھی۔ صاحب زادوں نے کان لگا کر سُنا تو معلوم ہوا کہ آپ یٰسٓ شریف پڑھتے تھے۔ غرض کہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو آپ نے وصال فرمایا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

Marfat.com

Marfat.com

649

Marfat.com

649

Marfat.com